www.novelsclubb.com
سفید
سیاہ
arts
از قلم تحریم صدیقی
:novelsclubb
03257121842
read with laiba

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

سیاہ سفید

از قلم

تحریم صدیقی

www.novelsclubb.com

سیاہ سفید

از قلم تحریم صدیقی

قسط ۱۳

مرتاض شاور لے کر باہر نکلا۔ڈریسر کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے تولیے سے بال رگڑے۔ شیشے میں وہ بیڈ پر لیٹی نظر آرہی تھی۔ کمفرٹر آنکھوں تک تھا۔تولیہ ایک طرف پھینکتے ہوئے وہ بالوں میں برش پھیرنے لگا۔اولڈ منی سٹائل ہاف بازو شرٹ اور ٹراؤزر میں وہ تیار تھا۔ برش واپس رکھتے ہوئے وہ بیڈ کی جانب بڑھا۔ نتاشہ کے برابر آہستگی سے بیٹھتے ہوئے اُس کے چہرے سے کمفرٹر ہٹایا۔

www.novelsclubb.com

"میں جانتا ہوں آپ جاگ رہی ہیں۔" نرمی سے جتایا۔وہ مزید آنکھیں میچ گئی۔

"شیشے میں آپ کا نظر بچا کر دیکھنا میں نے دیکھ لیا تھا۔"

چوری پکڑے جانے پر وہ جی بھر کے بدمزہ ہوتی اُٹھ بیٹھی۔ مرتاض کے ہونٹوں پر گہری مسکراہٹ رینگ گئی۔

''میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کوئی نیند سے اُٹھ کر ایسے حلیے میں بھی اس قدر پیارا لگ سکتا ہے۔'' وہ محبت سے اُسے تک رہا تھا۔

نتاشہ نے منٹ سے پہلے شیشے کی طرف دیکھا۔ چٹیا ڈھیلی ہو کر کندھے پر پڑی تھی۔ بال اُڑے ہوئے تھے۔ آنکھیں نیند آلود تھیں۔ ایسے حلیے پر ہوئی تعریف پر وہ جی بھر کے شرمندہ ہوئی۔

خجل ہو کر مرتاض کو ایک طرف دھکیلتے ہوئے وہ تیزی سے پیروں میں سلیپرز اڑستی باتھروم کی طرف بھاگی۔ پیچھے اُس کا قہقہہ پوری شان سے گونجا تھا۔

ٹھیک دس منٹ بعد وہ باہر آئی۔ کمرہ خالی تھا۔ شاید وہ نیچے چلا گیا تھا۔ دھلے منہ اور جوڑے میں بندھے بالوں کے ساتھ وہ تیزی سے وارڈوب سے کپڑے نکال کر دوبارہ باتھروم میں گھس گئی۔

www.novelsclubb.com

اب کے باہر نکلی تو مرتاض سامنے ہی بیٹھا تھا۔اُسے سراسر نظرانداز کرتے ہوئے وہ ڈریسر تک آئی۔وہ اُس کے بالکل پیچھے آن کھڑا ہوا۔عکس مکمل تھا۔اُن کے دل کی طرح۔

''آپ ایک دن میں ہی اتنی پیاری کیسے ہو گئیں ؟''معصوم سے سوال پر وہ تیزی سے پلٹی۔

''جان بوجھ کے میرا مذاق اڑا رہے ہو نا؟''دانت پیستے ہوئے پوچھا۔

''مذاق ؟''وہ ہکا بکا رہ گیا۔وہ تو تعریف کر رہا تھا۔اب اس کو کون سمجھاتا کہ لڑکیاں اپنے حلیے کو لے کر کس قدر کانشیئس ہوتی ہیں۔وہ جو ہر دن اس سے مکمل تیار حالت میں ملتی تھی۔آج پہلی بار نیند سے اٹھے حلیے میں مل رہی تھی۔اس لیے یہ تعریف قبول کرنا بے حد مشکل تھا۔

''میں آپ کے بارے میں کبھی مذاق نہیں کر سکتا۔''نرمی سے اُس کے دونوں ہاتھ تھامے۔وہ شکل سے روہانسی لگ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"آپ مجھے ہر انداز میں خوبصورت لگتی ہیں۔چاہے وہ نیند بھرا انداز ہو یا غصے بھرا۔ آپ کا ہر انداز پیارا ہے۔" وہ محبت سے ہر لفظ کہہ رہا تھا۔نتاشہ نے چہرہ اٹھا کے اُس کو دیکھا۔

"سچ کہہ رہے ہو؟"لہجہ ڈھیلا پڑا۔

مرتاض نے کچھ کہے بغیر اُس کو کندھوں سے تھام کر پلٹا۔اب اُن کے چہرے شیشے میں واضح تھے۔

"خود دیکھیں۔ایسے پیارے چہرے کا کوئی مذاق اُڑا سکتا ہے؟"اُس کے کان کے قریب سرگوشی کی۔

"کم از کم ایسی خطا میں تو نہیں کر سکتا۔"

سرخی اُس کے گالوں پر پھیل گئی۔وہ بلش کر رہی تھی۔لیکن اس بار نتاشہ نے چھپنے کی کوشش نہیں کی۔

www.novelsclubb.com

”تعریف کا شکریہ۔“ اُس کے ہاتھ اپنے کندھے سے ہٹاتے ہوئے وہ سیرم کی شیشی اُٹھا کر چہرے پر لگانے لگی۔

وہ بے حد غور سے نتاشہ کی ساری کاروائی دیکھ رہا تھا۔ سیرم۔ موئسچرائیزر۔ سن بلاک۔ لِپ ٹِنٹ۔ اپنی صبح کی سکن کیئر کرنے کے بعد وہ مطمئن ہو کر پلٹی۔ وہ سامنے ہی تھا۔ ساری دنیا کی فکر بھلائے محبت سے اُسے دیکھتا ہوا۔ وہ اُس کی نظروں میں زیادہ دیر نہیں دیکھ سکتی تھی۔ یہ اندازہ اُسے اب ہوا تھا۔

مرتاض نے تھوڑا جھک کر پرفیوم کی شیشی اُٹھائی۔ خود پر اور نتاشہ پر پرفیوم سپرے کیا۔ پورا کمرہ لیوینڈر، ونیلا اور سٹرِس نوٹس سے مہک گیا۔

”یہ میرا پرفیوم ہے۔“ مسکرا کر بتاتے ہوئے شیشی اُس کے ہاتھ سے لے کر واپس رکھی۔

”جانتا ہوں۔“ نتاشہ کے گرد اپنے بازوؤں کا حصار باندھا۔ ”میں چاہتا ہوں کہ اب مجھ سے بھی آپ کی خوشبو آئے۔“

www.novelsclubb.com

جانے کتنے ہی لمحے وہ دونوں یونہی کھڑے رہے۔بغیر کچھ کہے۔صرف ایک دوسرے کے ساتھ کو محسوس کرتے ہوئے۔اِن کے لیے وقت جیسے تھم سا گیا تھا۔

''میری زندگی کو مزید خوبصورت بنانے کا شکریہ۔''نتاشہ نے تھوڑی اُٹھا کر اُس کے چہرے کو دیکھا۔مرتاض نے چہرہ جھکا کر اُسے دیکھا۔ہیلز نہ پہننے کے باعث وہ اُس کے کندھے تک آرہی تھی۔

وہ یونہی مسکراتا رہا۔آج کی صبح بہت حسین تھی۔من پسند ہمسفر ساتھ تھا۔مزید کسی چیز کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔

''چلیں کچھ دکھاتا ہوں۔''وہ اُس کا ہاتھ تھامتا سلائیڈنگ ڈور سے آگے بالکونی میں لے آیا۔یکدم موتیے کی خوشبو حواسوں پر چھانے لگی۔

www.novelsclubb.com

”وہ رہا ہمارا پودا۔“ انگلی کے اشارے سے کیاری کے کونے میں لگے موتیے کے پودے کی طرف اشارہ کیا۔ چھوٹے سفید پھول کھلے ہوئے تھے۔ سورج کی روشنی میں پتے چمک رہے تھے۔

”تم نے ہمارا پودا مرجھانے نہیں دیا۔“ اُس کے لہجے میں اس وقت کیا نہیں تھا۔ محبت۔ تشکر۔ خوشی۔

”آپ سے وعدہ کیا تھا۔ مکر نہیں سکتا تھا۔“ اُس نے ریلنگ تھامتے ہوئے جواباً اتنی ہی محبت سے جواب دیا تھا۔

نتاشہ نے اُس کے کندھے سے ذرا نیچے سر ٹِکاتے ہوئے دونوں ہاتھوں سے اُس کا بازو تھام لیا۔ چڑیاں چہچہا رہی تھیں۔ سامنے منڈیر پر رکھے پانی کے پیالے پر غول اُڑ کے آ رہے تھے۔ کچھ دانہ چگ رہے تھے۔ صبح کی خاموشی میں چوں چوں کا شور برپا تھا۔

www.novelsclubb.com

”ایک وقت تھا جب ان چڑیوں کا شور میرے سر پر حاوی ہوتا تھا۔اور آج یہ شور بھی برا نہیں لگ رہا۔لوگ صحیح کہتے ہیں۔ہم سفر من پسند ہو تو مسافت کی مشکلیں بری نہیں لگتیں۔“

”تم واحد مرد ہو جس کی باتوں سے میں لاجواب ہو جاتی ہوں۔“ بے بسی کا اعتراف تھا۔

”آپ کہیں گی تو کوئی بات نہیں کروں گا۔“ کیا فراخ دلی تھی۔جیسے کوئی بادشاہ اپنی محبوبہ کے لیے سلطنت لٹا دینے کو تیار تھا۔

”تم بولتے ہوئے اچھے لگتے ہو۔باتیں کرتے رہو۔مجھے تمہیں سننا اچھا لگتا ہے۔“

www.novelsclubb.com

”ایسے کہیں گی تو کبھی چپ نہیں کروں گا۔“

”میں یہی چاہتی ہوں کہ تم بے وجہ بے تحاشہ بولتے جاؤ۔اور میں تمہیں سنتی جاؤں۔ایک عرصہ تم نے مجھے اپنے اندر کی باتوں سے محروم رکھا ہے۔اب یہ کسر

پوری کردو مرتاض۔ جو نہیں کہہ سکے۔ جو کہنا چاہتے ہو۔ سب کہہ دو۔ میں تمہیں سننا چاہتی ہوں۔"

"پہلی بار احساس ہو رہا ہے۔ دادی ٹھیک کہتی ہیں۔ زندگی میں اچھے ہمسفر کا ہونا بہت ضروری ہوتا ہے۔" وہ جس طرح سے بولا تھا نتاشہ ہنس پڑی۔

"تم میری کچھ زیادہ ہی تعریف نہیں کر رہے؟" ابرو اچکاتے ہوئے پوچھا۔

"بیوی خوش تو شوہر خوش۔" اپنے چند لفظی جواب پر وہ خود ہی ہنس پڑا۔ اُس کو دیکھتے ہوئے وہ بھی ہنس دی۔ دونوں ایک پل کو رُکے۔ پھر ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے دوبارہ سے ہنس دیے۔ ہنسی کی کھنکھار سے چڑیاں اُڑنے لگیں۔ موتیے کی خوشبو آس پاس معطر کرنے لگی۔ صبح مزید حسین ہو گئی۔

"اس گھر میں کنوارے لوگ بھی رہتے ہیں۔ شادی شدہ افراد پر لازم ہے کنواروں کے جذبات کا احترام کیا جائے۔"

www.novelsclubb.com

بالکونی کے نیچے کھڑے ابراج نے کھلے دل سے نصیحت کی تھی۔ وہ ابھی جاگنگ سے واپس آیا تھا۔اُن دونوں نے نیچے جھانکا اور پھر سے ہنسنے لگے۔

’’صبح صبح پاگل تو نہیں ہو گے ہو تم لوگ۔ آس پاس کے لوگ کیا کہیں گے۔ نئی نویلی دلہن اپنے شوہر کی ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے کیسے ہنس رہی تھی۔ توبہ توبہ۔‘‘ اُس نے باقاعدہ کانوں کو ہاتھ لگائے۔

’’تم کیوں جل کر کالے ہو رہے ہو؟‘‘ مرتاض تنک کر بولا۔ نتاشہ نے ہنسی دبائی۔

’’بیوی کے آتے ہی کیسے رنگ بدلے ہیں تم نے۔ پہلے تمہاری صبح کا آغاز میرے سے ہوتا تھا۔ میں ہی تمہارے ساتھ جاگنگ پر جاتا تھا۔ اتنی جلدی بھول گئے تم۔‘‘ اُس نے شاید آج ساری بات یونہی کھڑے کرنے کی قسم کھالی تھی۔

’’تم بات کرو تو ایک عدد دیورانی بھی لے آتے ہیں۔‘‘ بھابھی نے کھلے دل سے آفر کروائی۔

’’سچ کہہ رہی ہو؟‘‘ مارے خوشی کے اُس کا چہرہ چمک اُٹھا۔

www.novelsclubb.com

"تم ایک بار ہاں تو کرو۔۔" چہک کر کہا۔

"تمہاری بیوی آجائے گی تو کم از کم دوسروں کی بیوی سے جلنا تو چھوڑو گے۔"

مرتاض کونسا کم تھا۔

"میں کیوں جلنے لگا۔ بھابھی ہے میری۔ اور ویسے بھی اسی بھابھی نے میری بیوی لے کر آنی ہے۔ میں کیسے اپنی اتنی پیاری بھابھی کی شان میں کوئی گستاخی کر سکتا ہوں۔" اور ابراج احمد نے کیسے تیور بدلے تھے۔ اس کے گواہ گارڈن میں لگے سب درخت اور پودے تھے۔

"دیور اب تم ہمارا موڈ خراب نہ کرو۔ اندر چلے جاؤ۔" مرتاض نے اوپر سے آنکھیں دکھائیں۔

"بھائی کا بائیکاٹ کرو۔ بھابھی زندہ باد کرو۔" جل کر نعرہ لگاتے ہوئے وہ اندر چلا گیا۔ نتاشہ اُس کا کندھا تھامے گردن پیچھے پھینک کر ہنسے جا رہی تھی۔

"تمہارا بھائی بہت مزے کا بندہ ہے۔" ہنسی رُکنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

”میرے بھائی کا بھائی بھی بہت مزے کا بندہ ہے۔ کبھی چانس دے کر دیکھو۔“ ہاتھ بڑھا کر اس کی جوڑا پن نکال لی۔ سیاہ بال چہرے کے اطراف بکھر گئے۔ اس حرکت پر فوراً سے پہلے اُس کی ہنسی تھمی۔

”جب سے آپ کو دیکھا ہے۔ اس وقت سے ان بالوں کو چھونے کی خواہش تھی۔“ ہاتھ بڑھاتے ہوئے ایک لٹ اس کے کان کے پیچھے کی۔

”یہ بال مجھے شروع سے ڈسٹریکٹ کرتے آئے ہیں۔ اور آج میں پورے حق سے انہیں چھو سکتا ہوں۔ بھلا خواہشیں ایسے بھی پوری ہوتی ہیں۔“ نتاشہ نے بدقت تھوک نگلا۔

”دادی نیچے ناشتے پر بلا رہی ہیں۔ بڑوں کو انتظار کروانا اچھا نہیں لگتا۔“ ہڑبڑا کر کہتے ہوئے وہ تیزی سے نیچے بھاگ گئی۔ وہ بھی سر جھٹک کر مسکراتے ہوئے اُس کے پیچھے چل دیا۔

شرماتی ہوئی بزنس پارٹنر کچھ زیادہ ہی اچھی لگنے لگی تھی۔

www.novelsclubb.com

-------★------

ناشتے کی میز پر بھرپور اہتمام کیا گیا تھا۔ حلوہ پوری۔ نان چنے۔ حلیم۔ نہاری۔ پٹھورے۔ کھٹے آلو۔ ہر وہ پکوان جو مشہور تھا، اس وقت تقریباً نتاشہ کے سامنے موجود تھا۔ دادی نے ایک بھرپور پلیٹ تیار کرتے ہوئے نتاشہ کے آگے کی۔ اب وہ اُس کے کھانے کا انتظار کر رہی تھیں۔

نتاشہ نے بے بسی سے ایک نظر دادی کو دیکھا اور ایک نظر اپنے سامنے رکھی گھی سے چمکتی پلیٹ کو۔ صبح صبح وہ ایسے بھاری کھانے نہیں کھا سکتی تھی۔ لیکن دادی کا دل رکھنے کے لیے منع کرنے سے ہچکچا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

بلیک کافی کا گھونٹ بھرتے مرتاض نے بڑی رسانیت سے نتاشہ کی پلیٹ اٹھا کر ابراج کے آگے رکھی اور اپنی ٹوسٹ اور فرائی انڈے کی پلیٹ نتاشہ کے آگے کر دی۔

"ابراج کو کیلوریز سے فرق نہیں پڑتا۔ ویسے بھی یہ دن رات کا فرق بھلائے اپنی مرضی کے کھانے کھاتا ہے۔"

تسلی کے الفاظ پر نتاشہ نے تشکرانہ نگاہوں سے اُس کی طرف دیکھا۔

"فضل میرے لیے ناشتہ بنادو۔" خانسامہ کو آواز دیتے ہوئے بڑے مطمئن انداز میں برابر بیٹھی بیوی کو دیکھا۔ "بسم اللہ کریں۔ یا میں نوالے بنا کر کھلاؤں۔ ویسے مجھے اعتراض نہیں ہے۔"

نتاشہ کا چہرہ لمحے بھر میں سرخ ہوا۔ اُفف یہ آدمی۔ ذرا جو رفعت بی یا ابراج کا لحاظ کرلیتا۔

"خود تو بے ذائقہ کھانے کھاتے ہو۔ اور اب میری بہو کو بھی پھیکے سیٹے کھانوں پر لگا دیا ہے۔ ذرا دیکھو بیچاری کیسی روہانسی ہو گئی ہے۔ ارے یہی تو عمر ہے کھانے پینے کی۔" وہ جو مسلسل انہیں نظر انداز کر رہا تھا، وہ خود ہی بول پڑیں۔

www.novelsclubb.com

''روہانسی۔۔۔''ابراج کی صدماتی آواز ابھری۔''اپنی بہو کا خیال آرہا ہے۔مجھے بھی دیکھیں۔کیسے اس نئے شادی شدہ آدمی نے اپنی مرضی سے یہ ناشتہ میرے حصے ڈال دیا ہے۔''اُس نے دہائی دی۔

''یار دادی۔۔۔''مرتاض نے کرسی سے ٹیک لگائی۔''یہ پھیکے سیٹے کھانے نہیں ہیلدی فوڈ ہے۔اور رہی بات کھانے کی عمر کی تو آپ رہنے ہی دیں۔ایسے کہہ کر میری پیاری سے بیوی کو ورغلائیں مت۔اگر وہ میرے جیسا ناشتہ کر رہی ہے تو کرنے دیں۔کیوں ہماری ایک جیسی عادات سے جلتی ہیں۔''

''شرم تو نہیں آتی بوڑھی دادی کے آگے زبان چلاتا ہے۔''اُس کے کندھے پر ہلکا سا تھپڑ رسید کرتے ہوئے مصنوعی خفگی کا اظہار کیا گیا۔مگر در اصل اُس کا یہ بے پرواہ اور آزادانہ روپ رفعت بی کے پورے وجود کو سرشار کر گیا تھا۔جانے کتنے عرصے بعد انہوں نے اُسے ایسے دیکھا تھا۔دل ہی دل میں وہ اُس کی بلائیں لے رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

نتاشہ نے ہنسی دباتے ہوئے ناشتہ شروع کر دیا۔خانسامہ مرتاض کی پلیٹ بھی لے آیا۔

''بوڑھی تو آپ کہیں سے نہیں لگتیں۔'' دادی کو آنکھ مارتا مرتاض شرارت سے بولا۔

''یہ ایسی چکنی باتیں کر کے آپ کو بہلا لیتا ہے اور میں بیچارا ایسے ہی رہ جاتا ہوں۔ میرے ساتھ بہت ناانصافی ہوتی ہے۔'' حلوہ پوری سے بھرپور انصاف کرتے ہوئے ابراج نے پھر سے دہائی دی۔

''اگر ناانصافی ہوئے لوگ ایسے ہوتے ہیں تو انصاف والوں کا اللہ ہی حافظ ہے۔'' نتاشہ بے اختیار ہنس دی۔دادی بھی قہقہہ لگانے پر مجبور ہو گئی۔طنز ہی ایسا تھا۔

''شادی کے بعد تمہاری زبان کچھ زیادہ ہی چلنے لگی ہے۔'' وہ بھی پیچھے رہنے والا تھوڑی تھا۔

”ہر بات میں تم شادی کو لے آتے ہو۔اتنی بری ہے تو تم مت کرنا۔ساری عمر ایسے کنوارے ہی رہنا۔ٹھیک ہے ابراج؟“آخری لقمہ منہ میں رکھتے ہوئے نتاشہ نے کہا۔

وہ جو پانی کا گلاس منہ سے لگائے تھا۔اس بات پر ایسا دھچکا لگا کہ وہ منہ ایک طرف کیے کھانسنے لگا۔ دادی گھبرا کر اُس کی کمر سہلانے لگی۔

”دیکھ لیں دادی۔خود شادی کا لڈو کھالیا ہے۔اور میری باری کہہ رہی ہیں کوئی ضرورت نہیں ہے۔“وہ تو دل پر ہی لے گیا تھا۔ابھی بھی کھانستے ہوئے بات کر رہا تھا۔

”تم فکر نہ کرو میرے بیٹے۔میں تمہاری شادی کرواؤں گی۔صفیہ نے اپنی بھانجی کے لیے مجھ سے بات کی ہے۔قسم سے بہت پیاری بچی ہے۔۔۔۔“رفعت بی کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی مرتاض کا فلک شگاف قہقہہ گونجا تھا۔سر پیچھے پھینکے وہ پاگلوں کی طرح ہنس رہا تھا۔

باقی سب ناسمجھی سے اُسے دیکھ رہے تھے۔

”دادی اس پر کچھ پھونکو۔ کہیں جن وِن تو نہیں چڑھ گئے۔“ ابراج نے ٹھوکا دیا۔

”مجھے بھی یہی لگتا ہے۔ نئی نویلی شادی ہوئی ہے۔ میں ابھی چاروں قل پڑھتی ہوں۔“ وہ گھبرا کر اُٹھنے لگیں۔

”جن مجھے نہیں چڑھے۔ تمہیں چڑھنے والے ہیں ابراج۔“ وہ دہرا ہوتا بامشکل بولا تھا۔

”صفیہ کی بھانجی اور کوئی نہیں وریشہ ہے۔ وہی جس کی بچپن میں ناک بہتی رہتی تھی۔ اور اُس نے تمہاری فیورٹ ٹی شرٹ سے اپنی بہتی ناک صاف کرلی تھی۔“ اب کے ذرا سنبھل کر کہا۔ البتہ مسکراہٹ ابھی تک ہونٹوں پر رینگ رہی تھی۔

”آپ کو پوری دنیا میں میرے لیے وہ وریشہ ہی ملی ہے۔“ وہ مارے صدمے کے کرسی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اپنی فیورٹ ٹی شرٹ کا غم اُسے آج بھی نہیں بھولا تھا۔

''اب تو بڑی پیاری بچی ہو گئی ہے۔ناک بھی نہیں بہتی اور میں سمجھادوں گی۔
شادی کے بعد وہ تمہاری ٹی شرٹ کے بجائے ٹشو پیپر سے ناک صاف کرے۔''

دادی کے سمجھانے پر مرتاض اور نتاشہ بے خودی سے ہنس دیے۔

''یہ دونوں میرا مذاق اُڑا رہے ہیں۔'' وہ جی بھر کے روہانسا ہوا۔

رفعت بی نے ایک نظر مرتاض کو گھورا لیکن وہ اس سے بے نیاز نتاشہ کے کان میں سرگوشی کرنے کے بعد سیدھا ہوتا ابراج کو دیکھتے ہوئے بولا۔

''کالج فیئر وِیل پر تمہارا پاؤں کیسے فریکچر ہوا تھا؟''

''وریشہ نے غصے میں اپنی بلاک ہیل پوری طاقت سے میرے پاؤں پر دے ماری تھی۔'' یہ کہتے ہوئے اُس نے بے اختیار جھرجھری لی۔رفعت بی نے بامشکل اپنے ہنسی کا گلا گھونٹا۔

www.novelsclubb.com

''آج کے بعد اس گھر میں کوئی وریشہ کا نام نہیں لے گا۔ مجھے نہیں کرنی کوئی شادی۔ اگر کرنی ہوئی تو میں خود لڑکی ڈھونڈ لوں گا۔ رفعت میڈم آپ تو رہنے ہی دیں۔'' وہ مسوسا ہوتا واپس بیٹھ گیا۔

''سٹور روم میں جس لڑکی کی پینٹنگ ہے کہیں اُس سے شادی کا ارادہ تو نہیں ہے۔'' یہ سوال دادی کی جانب سے آیا تھا۔ اُس کا منہ مارے صدمے کے کھلا۔

''آپ کو کتنی دفعہ کہا ہے میری چیزوں کی تلاشی مت لیا کریں۔ مگر آپ کے اندر کی جاسوس عورت کو بالکل بھی چین نہیں ہے۔'' خفگی سے دونوں ہاتھ سینے پر باندھے وہ مرتاض کو کٹیلی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

''مجھے ایسے مت دیکھو۔ ورنہ میری بیوی تمہیں چھوڑے گی نہیں۔'' اُس نے ناک سے مکھی اُڑائی۔ نتاشہ مسکراہٹ دبائی گئی۔

''ارے تمہیں تو میں نہیں چھوڑوں گا۔'' وہ شعلہ بار نگاہیں لیے اُس کے سر پر آ کھڑا ہوا۔ نتاشہ دلچسپی سے سارا منظر دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"کیا کرو گے تم؟" سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے وہ کرسی پیچھے کرتا اُس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

ابراج نے بغیر کچھ کہے اُس کو گلے لگا لیا۔ مرتاض حیرت سے کچھ کہہ بھی نہ سکا۔

"آئی لو یو۔ تمہارے بغیر میری زندگی بے رنگ ہے۔"

سب کی آنکھیں مارے حیرت اور بے یقینی کے پھٹیں۔ یہ کیسے اس آرٹسٹ نے ایک لمحے میں ماحول بدل دیا تھا۔

پھر وہ پیچھے ہوا۔ دونوں ہاتھ پینٹ کی جیب میں ڈالے۔ چند لمحے صدمے سے مجسمہ بنے اپنے بڑے بھائی کو دیکھا۔ پھر آگے ہوتے ہوئے دونوں ہاتھوں میں اُس کا چہرہ بھرا۔

"تم میرے بہت پیارے بھائی ہو۔"

بھوری آنکھیں اپنے جیسے بھورے رنگ سے ٹکرائیں۔ مرتاض کو اپنے گال پر کچھ گیلا محسوس ہوا۔ اُسکو لگا وہ رو رہا ہے۔

www.novelsclubb.com

پھر ابراج پیچھے ہوا۔ہاتھ واپس جیبوں میں ڈالے اور کسی کمرے کی جانب بڑھا۔

"اسے کیا ہوا ہے؟" اُس نے مڑ کر رفعت بی اور نتاشہ کو دیکھا۔وہ دونوں جو لب بھینچے ہنسی روک رہی تھیں۔اب کھل کر ہنسنے لگیں۔حیدر وِلا کے در و دیوار اس ہنسی سے گونج اُٹھے۔

اُس نے بے یقینی سے ان دونوں کا دیکھا۔وہ ہنستے ہوئے بے دم ہو رہی تھیں۔

"آپ دونوں کو کیا ہوا ہے؟" مشکوک نظروں سے پوچھا۔

نتاشہ نے ہنستے ہوئے موبائل کا کیمرہ آن کر کے اُس کے چہرے کے سامنے کیا۔

دونوں گالوں پر سرخ اور پیلا پینٹ لگا ہوا تھا۔یعنی وہ گیلا پن آنسوؤں کا نہیں اس پینٹ کا تھا۔کمینہ آرٹسٹ کہیں کا۔

"اس لیے یہ اتنا اچھا بن رہا تھا۔" پینٹ کی جیب سے رومال نکال کر چہرہ پونچھا۔

پھر کچھ سوچ کر دونوں جیبیں چیک کی۔موبائل جیب میں تھا۔مگر کریڈٹ کارڈ وہ اُڑن چھو کر گیا تھا۔

''ابراج کے بچے۔۔'' وہ زور سے کہتے ہوئے اُس کے پیچھے بھاگا۔ لیکن وہ تو کمرے کے بجائے سیڑھیوں کی پچھلی طرف بنے چھوٹے دروازے سے باہر جا چکا تھا۔ آج کی شاپنگ مرتاض کی طرف سے تھی۔

پیچھے ایک بار پھر قہقہے پھوٹے تھے۔ نتاشہ پہلی بار دو بھائیوں کی نوک جھوک دیکھ رہی تھی۔ اور رفعت بی شاید پہلی بار اپنے گھر کو اتنا خوش دیکھ رہی تھیں۔

''تمہارے آنے سے میرے گھر میں رونق آگئی ہے۔'' وہ اُٹھتے ہوئے محبت اور تشکر سے بولی تھیں۔

''اتنے عرصے بعد میں نے مرتاض کو اتنا پر سکون دیکھا ہے۔ میری دعا ہے کہ تم صدا یونہی اس گھر کی اور میرے مرتاض کی خوشیاں بڑھاتی رہو۔'' بہت پیار سے اُس کا سر چومتے ہوئے وہ اپنے کمرے کی طرف چل دیں۔

www.novelsclubb.com

پیچھے بیٹھی وہ اپنے ارد گرد دیکھتے ہوئے اطمینان سے مسکرائی۔اس نئے گھر میں اُس کا استقبال بہت عزت اور محبت سے کیا گیا تھا۔مرتاض کے ساتھ اُسے دو مزید رشتے مل گئے تھے۔یہ رشتے بہت پیارے تھے۔

--------★----------

وہ واپس کمرے میں آیا تو نتاشہ کو بالکونی میں پایا۔بالوں کو جوڑے میں باندھے وہ کونے میں لگے بانس کے جھولے پر بیٹھے کوئی کتاب پڑھ رہی تھی۔ محویت اس قدر تھی کہ مرتاض کے آنے کی خبر بھی نہ ہوئی۔ایک ہاتھ تھوڑی تلے جمائے، دوسرے ہاتھ سے صفحہ پلٹتی ہوئی وہ اُسے ہمیشہ کی طرح دل میں اترتی محسوس ہوئی۔ایک ہاتھ سے جھولا روکتے ہوئے وہ اُس کے برابر بیٹھ گیا۔نتاشہ نے ایک نظر اُس پر ڈالی اور واپس کتاب کی جانب متوجہ ہو گئی۔سامنے دیوار پر ابھی تک چڑیاں دانہ چگ رہی تھیں۔

"اتنے غور سے کیا پڑھ رہی ہیں؟"

www.novelsclubb.com

"کتاب۔" یک لفظی جواب۔ اُسے پڑھنے کے دوران بولنے کی عادت نہیں تھی۔

"میں نے زندگی میں پہلی بار شاید کسی کو ایک کتاب کے پیچھے ہوش و خرد سے بیگانہ ہوتے دیکھا ہے۔" بازو اُس کے کندھے پر پھیلایا۔

"تم کتابیں نہیں پڑھتے؟" اُس نے کتاب بند کرتے ہوئے حیرانی سے پوچھا۔

"میں آپ کی آنکھیں پڑھتا ہوں۔" اس بات پر وہ جھینپ گئی۔ شادی کے بعد یہ آدمی کچھ زیادہ ہی بولڈ ہو گیا تھا۔

"بے ذوق لوگ میرے کتاب پڑھنے میں خلل نہ ڈالیں۔" وہ منہ بسورتے ہوئے واپس پڑھنے میں مگن ہو گئی۔

"اَن رومانٹک لوگوں کو بھی بے ذوق کہا جا سکتا ہے یا نہیں بیگم صاحبہ؟" شرارت سے پوچھا۔

"اب تم نے کوئی فضول سوال کیا تو میں یہاں سے اُٹھ جاؤں گی۔" انگلی اُٹھا کر باقاعدہ دھمکی دی۔ ہمت کیسے ہوئی اس بے ادب شخص کی ایک reader کے مطالعے میں مخل ہونے کی۔

"آپ اُٹھ جائیں گی تو ہم یہاں کیا کریں گے۔ ہم بھی آپ کے پیچھے آجائیں گے۔" بازو کے حصار سے اُسے اپنی طرف کیا۔ دونوں کے کندھے ساتھ لگ گئے۔

"تم چاہو تو مجھے اپنی کتاب سُنا سکتی ہو۔" کھلے دل سے آفر کی گئی۔

"نو تھینکس۔" اتنے ہی کھلے دل سے انکار کیا گیا۔

"ایسا کیا ہے اس کتاب میں جو تم میری طرف دیکھ بھی نہیں رہی۔" پورے دس منٹ مسلسل اگنور ہونے کے بعد اُس کی برداشت جواب دے گئی تھی۔

"خود پڑھ کے دیکھ لو۔"

"آپ سامنے ہوں اور ہم کسی دوسری چیز کو توجہ دے سکیں۔ ناممکن۔ اس زندگی میں ناممکن۔"

"کمال ظرف ہے آپ کا۔" سیاہ آنکھیں سفید کاغذ پر چھپے سیاہ لفظوں پر جمائے داد دی۔

"محبت ہے۔ ظرف نہیں۔" درستگی کی۔

"محبت ہی تو اعلیٰ ظرف ہوتی ہے۔ جو جانتے بوجھتے سب خامیوں کے باوجود قبول کر لیتی ہے۔"

"یہی بات تم میری طرف دیکھ کر کہتیں تو مجھے زیادہ اچھا لگتا۔"

"تم ایک کتاب سے جیلس ہو رہے ہو؟" شرارت سے پوچھا۔

"میں ہر اُس چیز سے جلتا ہوں جو آپ کی توجہ مجھ سے ہٹا دیتی ہے۔"

"تم کب سے اتنے امیچور ہو گئے؟" ہنس کر کتاب بند کرتے ہوئے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"عشق نے نکما کر دیا غالب۔ ورنہ بندے ہم بھی کام کے تھے۔" اُس نے سرد آہ بھری۔ نتاشہ نے ہنستے ہوئے اُس کے سینے پر سر ٹکا دیا۔

اُس کی ہنسی سے مرتاض کا سینہ گونج اُٹھا۔

"آپ ساتھ ہوتی ہیں تو لگتا ہے زندگی اتنی بری نہیں ہے جتنی مجھے لگتی تھی۔"

"آئی ڈونٹ نو۔ مجھے زندگی کبھی بری نہیں لگی۔ ہمیشہ ظالم لگی ہے۔ من پسند چیز بھی تب جھولی میں ڈالتی ہے جب اُس کی طلب نہیں رہتی۔ جب امید ختم ہو جاتی ہے تب زندگی آپ کی خواہش کردہ چیزیں ہاتھ میں تھما دیتی ہے۔ شاید پھر اُس سب کی وُقت نہیں رہتی۔ وقت پر نہ ملنا اُن کو بے مول کر جاتا ہے۔" فضا یکدم سوگوار ہو گئی۔ چڑیاں منڈیر سے اُڑ گئیں۔

"آپ سے کیا چھینا ہے زندگی نے۔" یہ صرف سوال نہیں تھا۔ ایک آس تھی کہ وہ اُس سے اپنا دکھ بانٹ لے گی۔

www.novelsclubb.com

”میری ماں اور میرا دوست۔ اس سے بڑھ کر کیا رہ گیا۔“ وہ اُس کی ٹی شرٹ کے اوپری دو بٹن گھمانے لگی۔ دماغ میں ایک انتشار تھا۔ جانے کیوں یہ سب یوں یاد آنے لگا تھا۔

”بدلے میں آپ کو باپ اور بھائی بھی تو ملے ہیں۔ زندگی کبھی بھی مکمل فقیر نہیں کرتی نتاشہ۔ من پسند نہ دے کر بھی کچھ نہ کچھ ضرور دے دیتی ہے۔“ وہ آہستگی سے اُس کا کندھا سہلانے لگا۔ وہ مزید اُس کے سینے میں سمٹ گئی۔

”کوئی کسی کی جگہ نہیں لے سکتا مرتاض۔ میری زندگی میں ہر چیز اور ہر شخص ناقابلِ تبدیل ہے۔ ماں کی کمی باپ پوری نہیں کر سکتا۔ دوست کی کمی بھائی پوری نہیں کر سکتا۔ ہر ایک کی اپنی جگہ ہے۔ اور کوئی دوسرا یہ جگہ نہیں لے سکتا۔“

اس لمحے مرتاض کو وہ بہت تھکی ہوئی لگی۔ جیسے صدیوں کی مسافت اپنے کندھوں پر اُٹھائے چل رہی ہو۔ اُس نے نتاشہ کے گرد اپنا حصار مضبوط کیا۔ وہ بھی اُس کے گرد بازو لپیٹ گئی۔ یہ اُس کی محفوظ گاہ تھی۔

”میں مانتا ہوں کوئی کسی کی جگہ نہیں لے سکتا۔ مگر زندگی میں نئے رشتے اور نئ جگہ بھی بن سکتی ہیں۔ نہیں؟ کوشش تو کی جا سکتی ہے۔“

”شروع سے ہی مجھے نئ چیزوں کے ساتھ ایڈجسٹ ہونے میں ایشو رہا ہے۔ میں زندگی میں پہلے سے موجود لوگوں کی کمی پورا کرنے کے لیے نئ جگہ نہیں بنا سکتی یار۔ مجھے وہی لوگ چاہیئے جو میرے تھے۔ وہ نہیں تو اُن کے متبادل بھی کچھ نہیں چاہیئے۔“

مرتاض کو اپنی ٹی شرٹ نم ہوتی محسوس ہوئی۔ نتاشہ رو رہی تھی۔ باخدا وہ رو رہی تھی۔ سالوں سے مضبوط بنتی آئی لڑکی آج بری طرح کمزور پڑ گئی تھی۔

”مجھے اس لفظ متبادل سے نفرت ہے۔ شدید نفرت۔“

وہ اُس کی ٹی شرٹ مٹھیوں میں بھینچتے ہوئے بے آواز رو رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ خاموشی سے اُسے خود سے لگائے سہلاتا رہا۔مزید وہ کچھ کر بھی نہیں سکتا تھا۔ جب سامنے والا رو رہا ہو تو تسلی کا ہر لفظ بے وقت ہوتا ہے۔امید کی ہر بات فضول ہوتی ہے۔ صرف خاموشی سے سُن لینا ہی بہت بڑا امر ہم ہوتا ہے۔

"آئی ایم سوری۔مجھے ایسے نہیں رونا چاہیئے تھا۔"

"اپنے جذبات کا اظہار کرنے پہ شرمندہ نہیں ہوتے۔"وہ مزید کچھ نہ کہہ پائی۔ مرتاض کا جواب اُسے مزید شرمندگی سے بچا گیا تھا۔ورنہ اس مضبوط لڑکی کو اپنے رونے کی وجہ بیان کرنے میں بہت دِقت پیش آتی۔

"قسمت اس بار مجھ پر بہت مہربان ہوئی ہے۔"تھوڑا پیچھے ہو کر چہرہ اُٹھا کر مرتاض کو دیکھا۔ اُس کے چہرے پر ناسمجھی در آئی۔

"تم جو میرے نصیب میں لکھے گئے ہو یہ مہربانی ہی ہے۔"اُس کے لہجے میں تشکر، احسان، محبت سب در آیا۔

"اور میرے بارے میں کیا خیال ہے؟"وہ جواباً مسکرایا۔

”خوش نصیب تو میں بھی ہوا ہوں۔ آپ جیسی ہمسفر جو ملی ہے۔“ شرارت سے نتاشہ کی ناک کو چھیڑا وہ کھلکھلادی۔ کچھ دیر پہلے کی کلفت زائل ہونے لگی۔

اب وہ مزید کچھ کہہ رہا تھا۔ نتاشہ نے ہنستے ہوئے کتاب واپس اٹھالی۔ اب وہ صفحے پلٹتے ہوئے پڑھنے لگی۔ نظر کتاب پر اور سماعت مرتاض پر تھی۔

”اب مجھے اس کتاب سے واقعی جلن ہو رہی ہے۔“ وہ بڑبڑایا۔

”تم جلتے رہو۔ ہم پڑھتے رہیں گے۔“

”ایسا کیا ہے ان صفحوں میں۔“ تنقیدی نگاہوں سے کتاب کے کوَر کا جائزہ لیتے ہوئے وہی سوال دہرایا۔

نتاشہ نے کچھ کہے بغیر اُس کے کندھے پر سر ٹکایا۔ کتاب والا ہاتھ ذرا اوپر کیا۔ ایسے کے وہ دونوں باآسانی پڑھ سکیں۔ ایک انگلی اُس سطر پر رکھی جہاں سے وہ پڑھ رہی تھی۔

”میری انگلی کے ساتھ تم بھی پڑھتے جاؤ۔“

”ابھی دو دن ہوئے نہیں شادی کو۔اور چاہتی ہیں کہ ابھی سے آپ کے اشاروں پر چلوں۔واہ۔“ وہ جل بھن گیا تھا۔آخر کیوں وہ اس کتاب کو نہیں چھوڑ دیتی۔

”اس وقت بہت دلچسپ سین چل رہا ہے۔مرکزی کردار کھڑکی سے کودنے لگا ہے۔اس لیے یا تو چپ کر کے میرے ساتھ پڑھتے رہو۔یا خاموشی سے کمرے میں چلے جاؤ۔“ کیا رعب تھا۔کیا انداز تھا۔

”مجھ پر حکم چلا رہی ہیں؟“ سنجیدگی سے پوچھا۔

”نہیں کر سکتی؟“ کیا شانِ بے نیازی تھی کہ نظر تک نہ اُٹھائی۔

”آپ ٹھہری ظالم شہزادی۔اور میں بیچارا غلام۔آپ حکم دیتی جائیں۔میں مانتا جاؤں گا۔“ سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے سر تسلیم خم کیا۔یہ شکست کا اعتراف تھا۔

”کہاں سے پڑھنا ہے شہزادی؟“ ادب سے سوال کیا گیا۔بھوری آنکھیں مکمل محویت سے نتاشہ کے چہرے پر مرکوز تھیں۔

www.novelsclubb.com

اُس نے بغیر کچھ کہے انگلی سے اشارہ کیا۔ مرتاض نے مزید پیچھے ہوتے ہوئے توجہ کتاب کی جانب کی۔

سامنے نظر آتے لان کے درختوں نے مارے مسرت کے دم سادھ لیا۔-non reader آدمی پورے انہماک سے اپنی بیگم کے اشاروں پر کتاب پڑھ رہا تھا۔

--------★--------

گروسری بیگز ہاتھوں میں تھامے اپنے اپارٹمنٹ کا لاک کھولتی عبیر ٹھٹکی۔ دروازے کے ساتھ والی دیوار کے ساتھ نیچے فرش پر خاکی کاغذ میں لپٹی ایک چپٹی چوکور سی چیز اُس کی منتظر تھی۔ لاک کھول کر وہ اندر آئی۔ چھوٹے اوپن کچن کی سلیب پر بیگز رکھے۔ پاس رکھی پانی کی بوتل لبوں سے لگائی۔ سانس بحال کرنے کے بعد وہ واپس باہر آئی۔ نیچے بیٹھتے ہوئے اُس پارسل کا جائزہ لیا۔ خاکی کاغذ پر موٹے کالے مارکر سے عبیر لکھا تھا۔ یقینی بات تھی یہ اُس کے لیے تھا۔

www.novelsclubb.com

پارسل اُٹھاتے ہوئے وہ تیزی سے نیچے گئی۔اپنی بلڈنگ کے سیکیورٹی گارڈ کے پاس آئی۔

”یہ کس نے بھیجا ہے؟“

”یہ صاحب جی لائے ہیں۔“گارڈ نے اُس کے ذرا پیچھے اشارہ کیا۔گہری نیلی جینز پر ایموجیز (emojis) والی سفید ڈھیلی ڈھالی ٹی شرٹ پہنے،سر پر سفید کیپ ٹکائے وہ جو کوئی بھی تھا سر جھکائے کھڑا تھا۔

”یہ صاحب یہاں کب سے ہیں؟“تشویش سے پوچھا۔اُس کا خیال نہیں تھا کہ اُس کی بلڈنگ میں کوئی مرد اُس سے ملنے آسکتا ہے۔

”قریباً گھنٹہ ہو گیا۔“

”ٹھیک ہے میں دیکھ لیتی ہوں۔“گارڈ کو بھیجتے ہوئے وہ اُس شخص کی جانب آئی۔

اُس نے چہرہ اُٹھایا۔دونوں کی نظریں ملی۔عبیر کے چہرے پر بے یقینی پھیل گئی۔

www.novelsclubb.com

"اسلام علیکم۔امید ہے آپ خیریت سے ہوں گی۔" سامنے والے نے اُس کے تاثرات پر زیادہ دھیان نہیں دیا۔

"ابراج۔۔" حلق سے پھنسی پھنسی آواز نکلی۔کم از کم وہ اس شخص کی توقع نہیں کر رہی تھی۔

"آپ کو یہاں میری موجودگی پسند نہیں آئی نہ۔" وہ دھیمے سے مسکرایا۔

"تمہیں میرا ایڈریس کس نے دیا۔" بغیر کسی لگی لپٹی کے پوچھا۔

"ہادی نے۔" ایک سرسری نگاہ اُس پر ڈالی۔وہ ہلکے نیلے رنگ کے سادے سے سوٹ میں ملبوس تھی۔سفید اور نیلے امتزاج کا ڈوپٹہ سر پر تھا۔کچھ بال تھے جو چہرے کے اطراف سے نکل کر جھول رہے تھے۔

"فکر مت کریں۔ضروری بات کرنے آیا ہوں۔جلد چلا جاؤں گا۔" اپنی طرف سے تسلی دی۔لیکن سامنے والی مطمئن نہ ہوئی۔

"یہ پارسل کیا ہے۔" قدرے نارمل ہوتے ہوئے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"کھول کر دیکھ لیں۔"

عبیر اُس کے پاس سے گزر کر اندر سیڑھیوں کی طرف گئی اور تین سیڑھیاں چڑھ کر بیٹھ گئی۔ ابراج بھی ایک سیڑھی کا فاصلہ رکھتے ہوئے بیٹھ گیا۔ وہ تیزی سے کاغذ کھول رہی تھی۔ اندر کینوس تھا۔ عبیر کی پینٹنگ کا کینوس۔ پتھر کے مجسموں کے بیچ وہ کھڑی تھی۔

"یہ پینٹنگ تم مجھے دے رہے ہو؟"

"ہاں۔ کیونکہ یہ تمہاری پینٹنگ ہے۔ اس پر مجھ سے زیادہ تمہارا حق ہے۔"

"تمہیں یہ مجھے پہلے ہی دے دینی چاہیئے تھی۔" احتیاط سے واپس کاغذ لپیٹتے ہوئے کینوس اپنے پاس رکھ لیا۔

"پہلے میرا ارادہ نہیں تھا۔" صاف گوئی سے کام لیا۔ وہ بے یقینی سے مسکرادی۔ یہ آرٹسٹ عجیب و غریب تھا۔

"بات کیا کرنی ہے؟"

www.novelsclubb.com

”میں نے آپ کو آخری بار بتایا تھا کہ میری دادی کو لگتا ہے لڑکا لڑکی کبھی دوست نہیں ہو سکتے۔“ محتاط انداز میں آغاز کیا۔

”ہاں۔ مجھے یاد ہے۔“

”مجھے لگتا ہے دادی ٹھیک کہتی ہیں۔“ سوکھے لبوں پر زبان پھیری۔ کچھ تھا جو وہ کہنے سے ہچکچا رہا تھا۔ عبیر پوری توجہ سے اُس کی طرف متوجہ تھی۔

”ہم دونوں دوست نہیں ہو سکتے عبیر۔ میں کبھی تمہیں ایک دوست کی حیثیت سے اپنی فیملی یا دوستوں میں متعارف نہیں کروا سکوں گا۔ میں نے کبھی لڑکیوں سے دوستی نہیں کی۔“ اس کے چہرے پر ایک سایہ لہرایا۔

”تم یہ کہنا چاہ رہے ہو کہ جو ہم تھوڑا بہت مل جل لیتے ہیں یا بات کر لیتے ہیں۔ وہ اب نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ تمہاری باؤنڈریز کو خراب کر رہا ہے۔ تم ایک لڑکی دوست افورڈ نہیں کر سکتے۔“ اُس کی باتوں سے نتیجہ اخذ کر کے اُس کی طرف دیکھا۔ ایک پل کو دونوں خاموش رہے۔

www.novelsclubb.com

”مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے ابراج۔ ہم اس کچی پکی سی دوستی کو ختم کر سکتے ہیں۔ نو ایشو۔“اُس نے بہت آسانی سے بات ختم کر دی تھی۔ ویسے بھی وہ لوگوں کی باؤنڈریز کا احترام کرنا جانتی تھی۔ ابراج نے بدقت تھوک نگلا۔

”میں یہ نہیں کہنا چاہتا۔“ایک گہرا سانس بھرا۔ وہ ایک مشکل بات کرنے والا تھا۔

”میں چاہتا ہوں ہمارے درمیان ایسا تعلق ہو جسے میں پورے اعتماد سے بھری محفل میں بتا سکوں۔ جس کو مجھے چھپانا نہ پڑے۔“لب کاٹتے ہوئے بات مکمل کی۔ وہ بے تاثر چہرہ لیے اُسے دیکھ رہی تھی۔

”میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔“عبیر کے چہرے پر گہرا سایہ لہرایا۔ چند لمحے لگے اور وہ پھر سے بے تاثر ہو گئی۔

”میں دادی اور مرتاض کو باقاعدہ لے کر آؤں گا۔ لیکن اس سب سے پہلے میں تمہاری رضامندی چاہتا ہوں۔“چہرہ اٹھا کر اُسے دیکھا۔ نکاح کا پیغام دینے والے

www.novelsclubb.com

مردوں کے سر ایسے ہی اُٹھے رہتے ہیں۔ کیونکہ وہ گھر کی لڑکیوں کو اُن کے رستے سے بھٹکا کر اپنی طرف غلط طریقوں سے مائل نہیں کرتے۔

"یہ ممکن نہیں ہے۔" بغیر چیخے۔ بغیر بد تمیزی کیے۔ بہت پر سکون انداز میں انکار کر دیا۔

"میں وجہ جاننا چاہوں گا۔" تحمل سے پوچھا گیا۔ اُس کا مزاج انکار کو سر پر حاوی کرنے والا نہیں تھا۔

"میرے ماضی سے تم آگاہ ہو میں جانتی ہوں۔ تم سے کچھ چھپا نہیں ہے۔ میں ایک traumatized لڑکی ہوں۔ مجھے راتوں کو نائٹ میئرز آتے ہیں۔ میں اکثر سو نہیں پاتی۔ کبھی یونہی چیخنے چِلانے لگ جاتی ہوں۔ میں نارمل ہونے کی اداکاری کرتی ہوں۔ میں نارمل نہیں ہوں۔ جب میں خود ٹھیک نہیں ہوں۔ تو میں کسی دوسرے کو اپنے ساتھ ایسے رشتے میں کیوں باندھوں جہاں مستقبل میں ایک

وقت میں وہ مجھ سے اُکتا جائے گا۔'' بہت سے پرانے منظر اُس کے ذہن کے پردے پر لہرائے۔

''نارمل میں بھی نہیں ہوں۔ دادی مجھے عجیب و غریب آرٹسٹ کہتی ہیں۔ مجھ جیسے ابنارمل کے لیے تم جیسی نون۔نارمل لڑکی ہی ٹھیک رہے گی۔'' نرمی سے اُس کی دلیل رد کی۔

''ٹراماٹائیزڈ میں بھی ہوں۔ بس مجھے نائٹ میئرز نہیں آتے۔ مگر راتوں کو میں بھی نہیں سوتا۔ اس طرح یہ رشتہ برابری کا ہو جائے گا۔'' اگلی دلیلیں بھی رد کی گئیں۔

''اُکتانا میری شخصیت کا حصہ نہیں ہے۔ میں مہینوں مہینوں ایک آرٹ پیس پر کام کر سکتا ہوں۔ کئی مہینے آرٹ بلاک کی نظر ہو جاتے تو میں کچھ نہیں کر پاتا۔ جانے کتنے ہی آرٹ پراجیکٹس کو مکمل ہونے کے بعد دوبارہ سے شروع کیا ہے۔ کیونکہ کہیں نہ کہیں کوئی کمی رہ گئی تھی۔ میں نہیں اکتاتا۔ سامنے والا چاہے پھر بھی نہیں۔'' سب سے اہم دلیل بہت ہی مدلل انداز میں کاٹی گئی۔

وہ بے یقینی نے اپنے سامنے بیٹھے شخص کو دیکھتی رہ گئی۔

"مزید کوئی وجہ ہے انکار کی؟" وسیع دل سے پوچھا۔

"میں شادی کے لیے تیار نہیں ہوں۔" وہ عام سے انداز میں کہہ رہی تھی۔

"میں انتظار کرنے کے لیے تیار ہوں۔ ایک سال۔ دو سال۔ دس سال۔ جب تک تم چاہو۔" وہ اُس کی ہر بات کی بہترین کاٹ تیار کر کے لایا تھا۔

"مجھے میں ایسا کیا ہے جو کسی دوسری لڑکی میں نہیں ہے؟" نہ چاہتے ہوئے بھی وہ ایک لمحے کو چِڑ گئی تھی۔

"تمہارا انسان ہونا۔" یہ تین لفظی جواب تیس جملوں کی دلیلوں پر بھاری تھا۔

"انسان تو سب ہوتے ہیں۔" وہ نہ چاہتے ہوئے بھی مسکرا دی۔

"انسان پیدا ہونے میں اور انسان بنے رہنے میں بہت فرق ہوتا ہے۔ تم انسان ہو عبیر۔ دوسروں کے دکھ اور تکلیف کو سمجھنے والی انسان۔" ابراج کی نظریں اپنے جوتوں پر تھیں۔

www.novelsclubb.com

"اس کے علاوہ کوئی وجہ ہے مجھ سے شادی کرنے کی؟" سنجیدگی سے پوچھا۔ وہ کچھ نہ بولا۔ یونہی نظریں جھکائے بیٹھا رہا۔

"میں اچھی عورت نہیں ہوں ابراج۔ اس سے پہلے دو دفعہ میری شادی ہو چکی ہے۔ میرا ایک بچہ بھی تھا۔ میں جس کی زندگی میں شامل ہوئی ہوں اُس کے لیے صرف تباہی لائی ہوں۔ بہتر ہے تم سمجھ جاؤ۔ یہ شادی نہیں ہو سکتی۔" وہ جس قدر نرمی کا مظاہرہ کر سکتی تھی، کر رہی تھی۔

"اگر آپ مجھ سے اس لیے شادی نہیں کرنا چاہتیں کہ میں آپ کو پسند نہیں ہوں۔ تو میں مزید کچھ نہیں کہوں گا۔ یہ آپ کا حق ہے۔ آپ ایک ناپسند مرد کے رشتے کو انکار کر سکتی ہیں۔" ایک گہرا سانس بھرا۔ چہرہ اٹھایا۔ رُخ موڑ کر اُس کی جانب دیکھا۔ دونوں کی نظریں ٹکرائیں۔

www.novelsclubb.com

"اگر آپ کو اس لیے انکار ہے کہ آپ خود کو میرے قابل نہیں سمجھتی یا خود کو برا گردانتی ہیں۔ یا ماضی میں ہوئے کسی بھی واقعے کا ذمہ دار خود کو سمجھتی ہیں۔ تو معذرت کے ساتھ، لیکن آپ کا یہ اعتراض قبول نہیں ہو گا۔"

عبیر نے سانس تک روک لی۔ اُسے ابراج سے ایسے الفاظ کی توقع نہیں تھی۔

"تمہیں مجھ سے بہتر بہت سے آپشن مل جائیں گے۔ لیکن مجھے تم سے بہتر کوئی دوسری نہیں ملے گی۔" یہ کہہ کر وہ اُٹھا۔ مڑ کر عبیر کے سامنے ہوا۔ ایسے کے پیچھے کا سارا منظر ابراج سے چھپ گیا۔ وہ صرف اُسے دیکھ سکتی تھی۔

"میں تمہارے جواب کا انتظار کروں گا۔" پھر وہ آہستگی سے چند قدموں کا فاصلہ طے کر کے اُس کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

سیڑھی پر بیٹھا اس کا وجود شل ہو چکا تھا۔ دماغ ماؤف ہو رہا تھا۔ یہ سب کیا ہو گیا تھا۔ اُس کی ساکن زندگی میں ایک بار پھر ہلچل مچ گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ بے یقینی سے اُٹھی۔ پاس رکھا کینوس اُٹھایا اور دھیرے سے سیڑھیاں چڑھتی چلی گئی۔

مین گیٹ کے قریب جا کر وہ ایک بار پلٹا تھا۔ یہاں سے صرف بلڈنگ کا دروازہ نظر آرہا تھا۔ وہ نہیں۔ اُس نے چہرہ اُٹھا کر بلڈنگ کی طرف دیکھا۔ چند لمحوں بعد دوسرے فلور کے کارنر والی کھڑکی سے روشنی جھلکنے لگی۔ وہ اوپر چلی گئی تھی۔ وہ سر جھٹکتے ہوئے پلٹ گیا۔

----------★----------

شام کے سائے گہرے ہونے لگے تو ابراج نے گھر میں قدم رکھا۔ خلافِ توقع دادی لاؤنج میں نہیں تھیں۔ بلکہ کوئی بھی نہیں تھا۔ عجیب خاموشی تھی۔ وہ کچن میں جھانکنے کے بعد سیدھا رفعت بی کے کمرے کی جانب آیا۔ ڈورناب پر ہاتھ رکھا تو اندر سے سب کی آوازیں آرہی تھیں۔ وہ دروازہ کھول کر اندر گیا۔ اس آمد پر سب خاموش ہو گئے۔

اُس نے ایک نظر بیڈ پر بیٹھی دادی اور نتاشہ کو دیکھا اور دوسری نظر کھڑکی کے ساتھ موجود کرسی پر بیٹھے مرتاض پر ڈالی۔

''آؤ بڑے میاں۔ تشریف رکھو۔'' وہ دادی کے انداز میں چھپے طنز کو باخوبی سمجھتے ہوئے مرتاض کی کرسی کی سائیڈ پر بیٹھ گیا۔

''یہ تم آج کل کیا کرتے پھر رہے ہو؟'' یہ سوال بہت باضابطہ تھا۔اُس نے نا سمجھی سے رفعت بی کو دیکھا۔وہ سنجیدہ تھیں۔

''میں سمجھا نہیں۔''

''رنگوں کے علاوہ تمہیں کچھ سمجھ بھی آتا ہے؟'' اپنے پوتے کی معصومیت پر وہ جل بھن گئی تھیں۔مرتاض نے بے ساختہ مسکراہٹ چھپانے کے مارے ہاتھ کی مٹھی ہونٹوں پر رکھ لی۔نتاشہ کے چہرے پر البتہ کوئی خاص تاثر نا تھا۔

''اگر میں نے کچھ کیا ہے تو صاف صاف بتا دیں۔میں تسلیم کرنے کو تیار ہوں۔'' وہ اس چوہے بلی کے کھیل سے تنگ آ گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ماشاللہ لڑکے کی ڈھٹائی دیکھو۔ یہ تم کیا لڑکیوں کو کھلے عام شادی کی دعوتیں دیتے پھر رہے ہو۔ آنکھ کی شرم مر گئی ہے کیا۔" وہ اُس پر چڑھ دوڑیں۔ دوسری بات پر ابراج کے کان کھڑے ہوئے۔

"آپ کو کس نے کہا ہے یہ؟" تنقیدی نظروں سے اپنے اکلوتے بھائی کی طرف دیکھا۔ اُس نے ہاتھ کھڑے کر دیے۔ یعنی وہ اس مخبری کا حصہ نہیں تھا۔

"ہادی کے فوسٹر ہوم سے عبیر آئی تھی۔ بتا کر گئی ہے کس طرح تم دن دہاڑے اُسے شادی کا پیغام دے رہے تھے۔ تمہاری وہ پینٹنگ بھی واپس کر گئی ہے۔ اور کہہ رہی تھی میں تمہیں اپنی زبان میں سمجھالوں۔"

www.novelsclubb.com

پینٹنگ واپس کرنے والی بات پر اُسے دل سے دکھ ہوا تھا۔

"فارگاڈ سیک دادی۔ آپ کیا لڑکیوں کی بات کر رہی تھیں۔ میں نے صرف ایک لڑکی کو پروپوز کیا ہے۔ ڈیٹس اِٹ۔ اس میں اتنی کوئی بڑی بات نہیں ہے۔" وہ بالکل سنجیدہ لگ رہا تھا۔

’’تم مجھ سے بھی بات کر سکتے تھے ابراج۔ میں خود رشتہ لے جاتی۔ تمہیں نہیں معلوم اس طرح لڑکے کا خود بات کرنا معیوب سمجھا جاتا ہے۔‘‘ وہ ذرا نرم پڑیں۔

’’میں نے آپ سے ہی کہنا تھا۔ مگر پہلے میں خود عبیر سے بات کرنا چاہتا تھا۔ اگر وہ رضامند ہوتی تو پھر بات آگے بڑھتی۔ اس طرح اچانک رشتہ بھیج کر میں اُسے شاک نہیں کرنا چاہتا تھا۔‘‘

’’جس طرح وہ آئی تھی۔ مجھے تو اُس کی طرف سے انکار ہی لگتا ہے۔‘‘ نتاشہ نے نرمی سے کہا۔ وہ ابراج کی کیفیت کو سمجھتے ہوئے اسے ہرٹ نہیں کرنا چاہتی تھی۔

’’میں سمجھ رہا ہوں۔ دوبارہ بات کروں گا۔ پھر دیکھتے ہیں۔‘‘ ایک گہری سانس بھری۔ اُسے عبیر کی طرف سے ایسے رویے کی امید نہیں تھی۔

’’یعنی ابھی بھی پیچھا نہیں چھوڑو گے بیچاری کا۔‘‘ رفعت بی کا دماغ گھوم گیا۔ اس نسل کے طور اطوار عجیب و غریب تھے۔

ابراج بے ساختہ، بے بسی سے ہنس دیا۔ رفعت بی کی بات ایسی تھی یا شاید دکھ چھپانے کی کوشش۔

''زبردستی نہیں کروں گا۔ صرف انکار کی وجہ جاننا چاہتا ہوں۔'' اپنی طرف سے تسلی کروائی۔

''تم جانو اور تمہارا کام جانے۔ مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آرہا یہ رشتے کرنے کا کیا طریقہ ہے۔'' وہ بددل ہو کر لیٹ گئیں۔

''پینٹنگ کہاں رکھوائی ہے؟'' ابراج نے دروازے کے قریب کھڑے ہو کر پوچھا۔

''سٹور روم میں۔'' یہ جواب نتاشہ کی طرف سے آیا تھا۔ وہ پیروں میں سلیپرز پہن رہی تھی۔

وہ سر ہلاتے ہوئے باہر نکل آیا۔ مرتاض اور نتاشہ بھی باہر آگئے۔ ابراج دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔

''وہ تمہیں انکار کیوں کر رہی ہے؟''مرتاض نے بغیر کسی لاگ لپیٹ کے سیدھا سوال کیا۔

ابراج نے ایک نظر نتاشہ کو دیکھا۔وہ ہچکچا رہا تھا۔

''میں کمرے میں جا رہی ہوں۔مجھے نیند آ رہی ہے۔تم لوگ آرام سے بات کر لو۔''وہ سمجھ گئی تھی۔اس لیے دونوں کو اکیلا چھوڑ گئی۔

''وہ تیسری بار شادی نہیں کرنا چاہتی۔''

''تیسری۔۔۔''مرتاض کو لگا اُسے سننے میں غلطی ہوئی ہے۔

''ہاں تیسری۔اُس کی آلریڈی شادی ہو چکی تھی۔ایک بار بچپن میں۔کم عمری کی زبردستی مسلط کی گئی شادی۔دوسری بار اپنے کزن سے۔اُس کا ایک بیٹا بھی تھا۔۔۔''وہ مزید بتا رہا تھا۔مرتاض کو اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہوا۔

www.novelsclubb.com

"اتنی چھوٹی سی لڑکی کے ساتھ اتنا کچھ ہو چکا ہے۔" اُس کے الفاظ ختم ہو گئے۔

زندگی کسی نہ کسی طرح ہر انسان پر نامہربان تھی۔ اور کسی طرح مہربان بھی تھی۔

عجیب دوہرا پن تھا۔

"ہاں۔" ابراج نے ایک گہری سانس خارج کی۔ عبیر کے ساتھ ہوا سب کچھ اُس کے ذہن کو بوجھل کر رہا تھا۔

"تم عبیر سے شادی کیوں کرنا چاہتے ہو؟"

"پہلی وجہ۔ وہ اس نفسا نفسی کے دور میں دوسروں کا احساس کرنے والی انسان ہے۔ دوسری وجہ۔ وہ مجھے میرے جیسی لگتی ہے۔" جواب بے ساختہ تھا۔

www.novelsclubb.com

"کس طرح تمہارے جیسی لگتی ہے؟" وہ واقعی متجسس ہوا تھا۔

"زندگی نے ہم دونوں کو کسی نہ کسی موڑ پر زخم دیے ہیں۔ دونوں زخمی ہیں۔ کوئی زیادہ تو کوئی کم۔ ہم دونوں کو ایک دوسرے سے بہتر کوئی نہیں سمجھ سکتا۔"

”شادی ایک بہت بڑا فیصلہ ہے۔ ساری زندگی ایک شخص کے ساتھ مخلص ہو کر گزارنے کا فیصلہ۔ تمہیں یقین ہے زندگی کے کسی موڑ پر تمہیں اچانک عبیر کا ماضی کبھی تنگ نہیں کرے گا؟“ یہ سوال بہت ضروری تھا۔

”تم جانتے ہو ہم دونوں نے بہت ٹراماٹیک ماحول میں بچپن گزارا ہے۔ میں خود ایک ریلیشن شپ کا حصہ رہ چکا ہوں۔ حالانکہ میں جانتا تھا کہ لڑکا لڑکی کا ایسے ریلیشن میں ہونا ہر لحاظ سے غلط ہے۔ اور عبیر کی تو شادی ہوئی تھی۔ شادی کا ختم ہو جانا کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے۔ میں کون ہوتا ہوں کسی کو اُس کے ماضی پر جج کرنے والا جبکہ میں خود ایک خطاکار انسان ہوں۔“ یہ کہتے ہوئے وہ ایک بار بھی نہیں جھجھکا تھا۔ مرتاض اپنے بھائی کے انداز پر مسکرایا۔ اس وقت اُسے اپنے چھوٹے بھائی پر بے حد پیار آیا۔

”وہ انکار کیوں کر رہی ہے؟“ دونوں ہاتھ سینے پر باندھتے ہوئے دوبارہ پوچھا۔

"اُسے لگتا ہے وہ جس کے ساتھ ہوتی ہے اُس کے ساتھ بہت برا ہوتا ہے۔ وہ سوچتی ہے وہ میرے لیے بہت بری ثابت ہو گی۔" بے بسی سے مسکراتے ہوئے آخری بات کہی۔

"تم اُسے قائل کیسے کرو گے؟"

"مجھے نہیں پتا۔" وہ بے بسی سے بھائی کے گلے سے لگ گیا۔

"اتنا پسند کرتے ہو اُسے؟" وہ نرمی سے اُسے خود میں بھینچتے ہوئے بولا۔

"میں پاگل تھوڑی ہوں جو بغیر پسندیدگی کے یہ خواری کروں گا۔" وہ پیچھے ہٹا۔ ایک تنقیدی نظر مرتاض پر ڈالی۔ وہ ایسے دیکھنے پر ہنس پڑا۔

"یہ خواری صرف اُس وقت اچھی لگتی ہے جب معاملہ دوطرفہ ہو۔ یکطرفہ پسندیدگی کی خواری بیکار ہوتی ہے۔" چہرہ مسکرا رہا تھا۔ مگر بات سنجیدہ تھی۔

"تم عبیر کے لیے کوشش کرو۔ اُسے مناؤ۔ میں تمہارا ساتھ دوں گا۔ لیکن اس بات کی یقین دہانی کرو کہ وہ بھی تمہیں پسند کرتی ہوں۔ کیا وہ واقعی اپنے ماضی کی

www.novelsclubb.com

وجہ سے انکاری ہے؟ اگر اُس کا ماضی ایسا نہ ہوتا تو وہ کیا وہ اس پر وپوزل کو قبول کرتی؟"

"اور اگر وہ تب بھی قبول نہ کرتی؟" احتیاط سے پوچھا۔

"تو میں کہتا، تم یہ سب بہت غلط کر رہے ہو ابراج۔ کسی لڑکی کو اُس کی مرضی یا پسند کے خلاف pursue کرنا انتہائی گھٹیا حرکت ہے۔" مرتاض بغیر کسی لگی لپٹی کے بولا۔

"ہمارے معاشرے میں ایک بہت غلط کانسپٹ ہے کہ لڑکیوں کو اچھا لگتا ہے جب کوئی انہیں pursue کرتا ہے۔ جب کوئی لڑکا اُن کا پیچھا کرتا ہے۔ یا جب لڑکے اُن کو ایک نظر دیکھنے کے لیے اُن کے کالج، یونیورسٹی یا ورک پلیس کے باہر کھڑے ہوتے ہیں۔ ایسا ہر گز نہیں ہوتا۔ کسی بھی لڑکی کو کسی انجان مرد کا یوں اُس کے آگے پیچھے گھومنا اَن کمفرٹیبل کر دیتا ہے۔ چاہے وہ بے ضابطہ نہ کہہ سکے۔ لیکن 24/7 کسی ان چاہے شخص کی نظروں میں رہنا بہت گھٹن زدہ ہوتا ہے۔"

ابراج کئی لمحے کچھ بول نہ سکا۔ وہ اس طرز سے بالکل نہیں سوچ رہا تھا۔ وہ تو صرف عبیر کے غم سمیٹنا چاہتا تھا۔ لیکن یونہی جانے انجانے میں کہیں وہ اُس کی مشکلات میں اضافہ تو نہیں کر رہا تھا؟ بہت سی سوچیں یکدم اُس پر حاوی ہوئیں۔

”پھر مجھے کیا کرنا چاہیئے؟“ اُس کا دماغ ماؤف ہونے لگا۔

”ایک بار دو ٹوک بات کرو۔ اپنا موقف بتاؤ۔ اُس کی مرضی جانو۔ اگر وہ انکار کر دے تو تمیز سے پیچھے ہٹ جاؤ۔ اصل مرد وہی ہوتا ہے جو انکار کے باوجود عورت کو اذیت نہیں دیتا۔“

”تم جانتے ہو میری انا اتنی کمزور نہیں ہے کہ ایک انکار سے ٹوٹ جائے۔“

”میں جانتا ہوں۔ لیکن آج کے دور میں ریمائنڈرز بہت ضروری ہوتے ہیں۔“

نرمی سے اُس کا کندھا تھپکتے ہوئے وہ آگے بڑھ گیا۔ پیچھے کھڑا ابراج سوچوں میں غرق ہوتا جا رہا تھا۔

---------★----------

کمرے میں داخل ہوتے ہی اُس کی نظر نتاشہ کو ڈھونڈنے لگی۔ وہ باتھروم کا دروازہ کھول کر باہر نکل رہی تھی۔ رات کے وقت کے حساب سے وہ قدرے تیار تھی۔ بال پونی میں بندھے تھے۔ چہرے پر ہلکا سا میک اپ تھا۔ نیوی بلیو رنگ کی لمبی قمیص اور ٹراؤزرز پہنے وہ سائیڈ ٹیبل سے گاڑی کی چابی اُٹھا رہی تھی۔

مرتاض دروازے سے ٹیک لگائے، پاؤں کی قینچی بنائے کھڑا ہو گیا۔ وہ اپنے کام سے پلٹی تو پوچھا۔

"کہاں کی تیاری ہے؟" نظریں سرتاپیر اُس کا جائزہ لے رہی تھیں۔

"لانگ ڈرائیو۔" دو لفظی جواب دے کر وہ وارڈروب کی طرف پلٹی۔

"اس وقت۔۔؟" نظریں جھکا کر کلائی میں بندھی گھڑی کو دیکھا۔ سوئیاں گیارہ بجا رہی تھی۔

"ہاں۔ اس وقت۔" بے نیاز سا جواب۔

”مجھے ساتھ لے کر جارہی ہیں؟ یا میں آپ کے ساتھ آرہا ہوں؟“ اس سوال پر وہ جی جان سے مسکرائی۔ لمبے قدم اُٹھا کر عین مرتاض کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

”میں صرف اپنے ساتھ جارہی ہوں۔ نہ تم آرہے ہو۔ نہ میں ساتھ لے کے جارہی ہوں۔“ دونوں بازوں سینے پر باندھتے ہوئے باور کروایا۔

”آپ اس وقت اکیلے جائیں گی؟“ آہستگی سے پوچھا۔

”ہاں۔“ انداز چیلنج کرتا تھا۔ آج سے پہلے یوسف جہانگیر نے کبھی اُس سے ایسے نہیں پوچھا تھا۔

”اس وقت آپ کا ایسے اکیلے ڈرائیو کرنا محفوظ نہیں ہے۔“ فکرمندی سے کہا۔

”کس وجہ سے محفوظ نہیں ہے؟“ ابرو اچکائی۔ بات سنجیدہ ہورہی تھی۔

”مجھے صرف یہ پتا ہے کہ آپ کا اس طرح باہر جانا مجھے سیف نہیں لگ رہا۔ میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔ اس معاملے میں، میں کوئی رِسک لینا نہیں چاہتا۔“ نرمی سے اُس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ بھوری آنکھوں میں فکر واضح تھی۔

www.novelsclubb.com

''تمہاری یہ باتیں مجھے اچھی نہیں لگ رہیں۔''اپنے گھر میں وہ اپنی مرضی کی مالک تھی۔ جیسے مرضی آتی جاتی تھی۔ بابا نے کبھی بھی کسی طرح کی روک ٹوک نہیں کی تھی۔ مگر یہاں مرتاض تھا۔۔۔جو نتاشہ کے بارے میں شروع سے بہت حساس تھا۔

''میں آپ پر کسی طرح کی پابندی نہیں لگا رہا۔''اُس کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے۔

''میں صرف آپ کی فکر کر رہا ہوں۔ کیا مجھے یہ حق نہیں ہے؟''بہت مان سے پوچھا گیا۔

''تمہیں فکر کرنے کا حق ہے۔ لیکن تم اس بات کو بھی سمجھو کہ مجھے ایسی فکر کی عادت نہیں ہے مرتاض۔ میں اپنی مرضی سے باہر آنے جانے والی لڑکی ہوں۔ اکثر رات کو میں اکیلی ڈرائیو پر جاتی ہوں۔ یہ مجھے پسند ہے۔ ایک دم اس طرح میں یہ نہیں چھوڑ سکتی۔ مجھے بھی پرسنل سپیس کی ضرورت ہوتی ہے۔''

سیاہ اور بھوری آنکھیں سمندر کی لہروں کی مانند ٹکرا رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

”محبت میں جیتنے کے لیے انا میں ہارنا ہوتا ہے۔“نرمی سے نتاشہ کے ہاتھ اپنے دل کے مقام پر رکھے۔”آپ کی خاطر میں حق کی جنگ بھی ہار سکتا ہوں۔یہ تو پھر عام سی بات ہے۔“ باری باری نتاشہ کے دونوں ہاتھ لبوں سے لگائے۔اس لمس میں ڈھیروں محبت تھی۔وہ اس لمس کی نرمی سے پگھلنے لگی۔سیاہ آنکھیں پل کو نم ہوئیں۔

مرتاض نے نرمی سے اُس کے دونوں ہاتھ چھوڑے۔ٹیک چھوڑتے ہوئے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے سر ہولے سے جھکایا۔شکست تسلیم کی گئی۔محبت امر ٹھہری۔

کمرے میں سنہری کرنیں بھرنے لگیں۔سب کچھ روشن ہوتا گیا۔

www.novelsclubb.com

کچھ کہے بغیر نتاشہ نے بے حد عقیدت سے اُس کے جھکے سر پر اپنے لب رکھ دیے۔

مرتاض کو یوں لگا جیسے شکست کے باوجود کسی نے جیت کا تاج اُس کے سر پر پہنا دیا ہو۔

اُس نے ہولے سے سر اُٹھایا۔نتاشہ اُسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"جائیں شہزادی۔ آپ کی سواری آپ کا انتظار کر رہی ہے۔" ڈورناب گھماتے ہوئے دروازہ کھول دیا۔ وہ ہولے سے ہنستے ہوئے باہر چلی گئی۔ مرتاض اُس کے پیچھے ہی اُترا تھا۔

پورچ میں پہنچ کر وہ سٹیپس پر کھڑا ہو گیا۔ نتاشہ اُس کی آنکھوں کے سامنے گاڑی بھگا کر لے گئی۔ مرتاض مسکرایا۔ پھر اشارے سے گارڈ کو دروازہ بند کرنے سے منع کیا۔ اب وہ پورچ کے کونے میں کھڑی اپنی گاڑی ریورس کر رہا تھا۔ چند لمحوں کی بات تھی۔ اور پھر وہ تیز رفتاری سے نتاشہ کے پیچھے گاڑی بھگانے لگا۔

ساتھ نہ جانے کی بات ہوئی تھی۔ پیچھا کرنے کی نہیں۔

www.novelsclubb.com

وہ اُسے اکیلا جانے دے سکتا تھا۔ مگر اکیلا چھوڑ نہیں سکتا تھا۔

وہ فضا میں پرواز کرنے کے لیے آزاد تھی۔ اور وہ اُس کا سہارا بنا کھڑا رہنے کو تیار تھا۔

---------★----------

قریباً آدھا گھنٹہ مسلسل ڈرائیو کرنے کے بعد وہ ایک چائے خانے پر اُتری۔ چھوٹا سا سیٹ اَپ تھا۔ سڑک کنارے فیری لائٹس سے سجا اور پلاسٹک کرسیوں سے بھرا سیٹ اپ فُٹ پاتھ اور قریبی گھاس کے حصے تک مشتمل تھا۔ بیشتر لوگ گپے ہانکتے ہوئے بھاپ اُڑاتی چائے سے چسکیاں بھر رہے تھے۔ وہ بھی فُٹ پاتھ پر رکھی ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔

سامنے سڑک پر چلتی پھرتی ٹریفک تھی۔ گاڑیاں آجا رہی تھیں۔ گجرے بیچنے والے بچے چلتے پھرتے نظر آرہے تھے۔ آگے فٹ پاتھ پر غبارے والے براجمان تھے۔ ہر رنگ و روشنی والے غبارے آنکھوں کو خیرہ کر رہے تھے۔ دنیا آباد تھی۔

تھوڑی دیر بعد اُس کے قریب روڈ پر ایک گاڑی آکر رُکی۔ مگر اُس کا دھیان نہیں تھا۔ کالی جالیوں کے باعث اندر سے کچھ نظر نہیں آرہا تھا۔ اسی لمحے ایک لڑکا مٹی کے کپ میں بھاپ اُڑاتی کڑک چائے لے آیا۔

www.novelsclubb.com

گجروں والا ایک لڑکا گاڑی کے ڈرائیور سے کچھ بات کرنے کے بعد نتاشہ کے پاس آیا۔

''باجی یہ تمہارے لیے۔'' سفید موتیے کے گجروں کی ایک جوڑی اُس کے سامنے میز پر رکھی۔

''کیا قیمت ہے اِن کی؟''

''پیسے ہمیں مل گئے ہیں۔ یہ آپ کو دینے کا کہا تھا۔'' اُس کا ماتھا ٹھنکا۔

''کس نے کہا تھا؟'' سنجیدگی سے پوچھا۔

''یہ گاڑی والے صاحب نے۔'' ہاتھ سے اشارہ کیا۔

''ٹھیک ہے تم جاؤ۔'' اُسے جانے کا اشارہ کرتے ہوئے وہ گجرے اُٹھا کر اُس گاڑی کی جانب بڑھی۔ وہ یہی گجرے اس آدمی کے منہ پر مارنے کا ارادہ کر چکی تھی۔

پاس جا کر ہلکا سا جھکتے ہوئے درشتی سے ڈرائیونگ سیٹ کا شیشہ کھٹکھٹایا۔ دھیرے سے شیشہ رول ہوا۔ وہ جو مٹھی میں بھنچے گجرے زور سے اُس کے منہ پر پھینکنے لگی تھی، اُس کا چہرہ دیکھ کر ٹھٹھک گئی۔ مرتاض کا مسکراتا چہرہ سامنے تھا۔

"جی کہیں محترمہ۔" نہایت آرام سے پوچھا گیا۔ اُس نے بے یقینی سے کار کو دوبارہ دیکھا۔ اُفف۔ اگر وہ ذرا غور کرتی تو پہلے ہی پہچان لیتی۔ مگر اُس کا دھیان نہیں تھا۔

"تم یہاں کیسے؟"

"آپ مجھے جانتی ہیں یہ میرے لیے اعزاز ہے۔ مگر میں آپ کو نہیں جانتا۔" کہنی کھلی کھڑکی پر ٹِکائی۔ نتاشہ نے بھنویں اچکائیں۔ یعنی وہ گیم کھیل رہا تھا۔

"میں پوچھ سکتی ہوں یہ تم نے کیوں خریدے ہیں؟" وہ بھی اُسی انداز میں آگئی تھی۔

"دل آگیا ہے آپ پر۔ اس لیے آپ کی خوبصورتی کے نام ایک خوبصورت تحفہ۔" دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے جاندار مسکراہٹ سے کہا۔

"میں شادی شدہ ہوں۔" گجرے مرتاض کی گود میں پھینک دیے۔

"میں یقین سے کہہ سکتا ہوں آپ کا شوہر مجھ جیسا ہینڈ سم نہیں ہوگا۔"

"تم میرے شوہر کے قریب بھی نہیں ہو۔ وہ دنیا کا۔ سب سے ہینڈ سم مرد ہے۔" فخر سے کہا گیا۔

"وہ میری طرح آپ کے حسن کی تعریف نہیں کر سکتا۔" چیلنج کیا گیا۔

"وہ میرے حسن پر دیوان لکھ سکتا ہے۔" گردن مزید اُٹھ گئی۔ مرتاض کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"وہ میری طرح آپ کے ساتھ نرمی نہیں برت سکتا۔" ایک اور چیلنج کیا گیا۔

"وہ میری خاطر حالتِ جنگ میں امن کا فرمان جاری کر سکتا ہے۔" ایک مان تھا۔ ایک اعتماد تھا۔ جو اُس کے انگ انگ سے جھلک رہا تھا۔

"اتنی محبت کرتا ہے وہ آپ سے؟" دونوں بازو فولڈ کر کے کھڑکی میں رکھتے ہوئے وہ آگے کو ہوا۔

www.novelsclubb.com

''تمہاری سوچ سے بھی زیادہ۔'' یہ کہتے ہوئے اُس کے چہرے پر محبت کی چمک تھی۔

''پھر وہ ہی آپ کو ڈیزرو کرتا ہے۔میں نہیں۔'' شرارت سے کہا گیا۔

وہ کھڑکی کھڑی بے ساختہ ہنسنے لگی۔ مرتاض بھی ہنس دیا۔مارے ہنسی کے آنکھیں نم ہو گئیں۔

''تم اپنے گجرے لے کر جا سکتے ہو۔'' حکم صادر کیا گیا۔

''چائے کا نہیں پوچھیں گی؟'' معصومیت سے پوچھا۔

''ہر گز نہیں۔'' دونوں بازو سینے پر فولڈ کر لیے۔

''اپنے شوہر کو میرا پیغام دیجیئے گا۔میں اُس سے بہت جیلس ہوں۔'' سٹیئرنگ تھامتے ہوا کہا۔

''اپنی بیوی کو میرا بھی ایک پیغام دینا۔وہ تم پر کڑی نظر رکھے۔ورنہ تم ہاتھوں سے نکل جاؤ گے۔''

www.novelsclubb.com

''یہ میں نہیں کر سکتا۔ میری بیوی ایک ظالم شہزادی ہے۔ وہ مجھے نظر بند کروا دے گی۔'' جھر جھری لی۔ نتاشہ چہرہ جھکائے ہنس دی۔ وہ گاڑی سٹارٹ کرتا آگے چلا گیا۔ وہ واپس کرسی پر بیٹھ گئی۔

مرتاض نے سڑک کی دوسری طرف ذرا فاصلے پر گاڑی روکی۔ سائیڈ مرر سے وہ نظر آ رہی تھی۔ وہ سیٹ سے ٹیک لگائے اُسے دیکھے گیا۔ حتٰی کہ وہ وہاں سے اُٹھ گئی۔ ایک بار پھر وہ اُس کی گاڑی کے پیچھے ڈرائیو کرنے لگا۔

---------★---------

صبح کی روشن کرنیں فوسٹر ہوم کے در و دیوار کو روشن کرنے لگیں۔ وہ پتھروں کی روش پر چلتی ہوئی اپنا گہرا گلابی آنچل سنبھال رہی تھی۔ جو تیز ہوا کے باعث سرکتا جا رہا تھا۔ آدھے کھلے بال اُڑ کر چہرے پر آ رہے تھے۔ سرخ اینٹوں کی عمارت نے دم سادھ لیا۔ وہ عام سی لڑکی اس وقت بہت دلکش معلوم ہوتی تھی۔ دم تو عمارت

کے دروازے کے ساتھ کھڑے ابراج نے بھی سادھ لیا تھا۔اپنے دھیان میں چلتی عبیر اُسے اپنے دل میں اترتی محسوس ہوئی۔

بالوں کو پیچھے کرتے ہوئے اُس نے چہرہ اُٹھایا تو سورج کی روشنی میں چہرہ مزید دمکنے لگا۔ کنچی آنکھیں شیشے کے مانند روشن ہو گئی۔ سامنے کھڑے ابراج کو دیکھ کر اُس نے حیرت سے آنکھیں کھولیں۔ بھوری آنکھیں اس منظر کو دیکھتے ہوئے قطرہ قطرہ پگھلنے لگیں۔ گویا فنا ہو جائیں گی۔

عبیر نے اُس کے چہرے کے آگے چٹکی بجائی تو ابراج نے لمحے سے پہلے نظروں کا زاویہ بدلا۔ دل عجب طرز سے دھڑک رہا تھا۔ یا اُس نے محسوس آج کیا تھا۔

"استغفر اللہ۔" وہ زیرِ لب دہرایا۔ عبیر آج الگ طرح سے اُس پر اثر انداز ہو رہی تھی۔ ساری رات اُس کے بارے میں سوچنے کا نتیجہ تھا یا کچھ اور۔ وہ سمجھ نہیں سکا۔

"میں اس طرح تم سے ملنے کی توقع نہیں کر رہی تھی۔"

"میں بھی نہیں۔" وہ بے ساختہ بولا۔ نظریں بار باراُس کے چہرے پر پھسل رہی تھیں۔

"میرا مطلب ہے مجھے کچھ بات کرنی تھی۔اس لیے آیا تھا۔اس کے بعد مزید تنگ نہیں کروں گا۔" آنکھوں کا رُخ اپنے جوتوں کی طرف کیا۔

"اگر تم اب فری ہو تو بات کر لیتے ہیں۔ورنہ میں انتظار کر لوں گا۔" سہولت سے کہا۔ عبیر نے ایک تنقیدی نظر اُس پر ڈالی۔

"تمہیں انتظار کرنے کی عجیب عادت ہے۔" یہ طنز تھا۔ کھلم کھلا طنز۔

"اتنا انتظار نہیں کرنا چاہیئے ابراج۔ورنہ قسمت ہمیشہ کے لیے آپ کے نصیب میں انتظار لکھ دیتی ہے۔اتنا لمبا انتظار کہ زندگی تو ختم ہو جاتی ہے انتظار نہیں۔"

ابراج نے پلکیں اٹھائیں۔ لمحہ بھر کو نظریں ٹکرائیں۔ دونوں نے فوراً رُخ بدلا۔

"کچھ لوگ اس قابل ہوتے ہیں کہ اُن کے لیے ساری زندگی انتظار میں کاٹی جاسکتی ہے۔" بہت سہولت سے وہ اُس کی بات کا جواب دے چکا تھا۔

"انتظار میں آنکھیں پتھرا جاتی ہیں۔" وہ دور کہیں خلا میں دیکھتے ہوئے تکرار کر رہی تھی۔

"انتظار کے بعد ملنے والے اجر سے بینائی روشن بھی ہو جاتی ہے۔"

عبیر نے بے یقینی سے اُسے دیکھا۔ کوئی شخص اتنا مثبت کیسے سوچ سکتا تھا۔

"تم شروع سے ایسی مثبت سوچ رکھتے ہو؟" وہ واقعی جاننا چاہتی تھی۔

"نہیں۔ فطرتاً میں خاصا نیگیٹیو ہوں۔ ہر بات کا اُلٹا مطلب نکالنا میرا پسندیدہ شیوہ ہے۔ مگر زندگی ہمیشہ ایک سی نہیں رہتی۔ ہم بہت کچھ سیکھتے ہیں۔ بہت کچھ سیکھا ہوا اَن لرن کرتے ہیں۔" ٹھہر کر اُس کی آنکھوں میں دیکھا۔ وہ بھی اُسے ہی دیکھ رہی تھی۔ آنکھوں میں جواب جاننے کا تجسس واضح تھا۔

"میں نے زندگی سے صرف ایک بات سیکھی ہے۔ زندگی بہت unpredictable ہے۔ آپ اسے کنٹرول نہیں کر سکتے۔ اور جس چیز پر ہمارا کنٹرول ہی نہیں ہے اُس کے حال اور مستقبل کے بارے میں دل جلانے کا فائدہ

www.novelsclubb.com

نہیں ہوتا۔ جینے کی سب سے بڑی ٹرِک ہے کہ مثبت رہو اور زندگی کے بہاؤ کے ساتھ چلتے جاؤ۔"

"اور اگر بہاؤ آپ کے وجود کو بہا لے جائے؟"

"تو بہہ جاؤ۔" وہ ہولے سے مسکرایا۔ "ماہر سے ماہر تیراک بھی ظالم لہروں کے خلاف نہیں تیر سکتا۔ اکثر خود کو دریا کے حوالے کرنا پڑتا ہے۔ ہو سکتا ہے آپ کی نئی منزل پرانی سے بہت بہتر ہو۔"

"اور اگر نئی منزل چاہیئے ہی نہ ہو؟"

"زندگی فراخ دل نہیں ہوتی عبیر۔ چوائس دیتی ہے۔ مگر محدود چوائس۔ اُس میں سے چننا ہوتا ہے۔ نہیں چنوں گے تو بہاؤ اپنی مرضی سے تمہیں کہیں بھی لے جائے گا۔ چُن لو گی تو کسی حد تک sense of control محسوس کر سکوں گی۔" ایک سانس بھرا۔ سورج کی حدت بڑھنے لگی تھی۔

”اور ہم انسان یہ ساری تگ ودو صرف sense of controlحاصل کرنے کے لیے کرتے ہیں۔ نہیں؟“

”تم عجیب گہری باتیں کرتے ہو۔“ وہ صرف اتنا کہہ سکی۔ وہ دھیرے سے ہنس دیا۔

”تم نے کیا بات کرنی تھی؟“ بالآخر اُسے یاد آگیا۔

”اگر تم برا نہ مانو تو کہیں بیٹھ کر بات کرلیں؟“ احتیاط سے پوچھا۔

وہ ہامی میں سر ہلاتے ہوئے پتھروں کی روش سے ہٹ کر بینچ کی طرف بڑھی۔

ابراج اُس کے پیچھے تھا۔

وہ بیٹھی تو سورج کی روشنی سائیڈ سے سیدھا چہرے پر پڑنے لگی۔ اُسے آنکھیں چھوٹی کرکے ابراج کو دیکھنا پڑا۔ وہ قدرے فاصلہ رکھتے ہوئے بیٹھ گیا۔ قد لمبا ہونے کے باعث وہ عبیر اور سورج کے درمیان شیلڈ بن گیا تھا۔ اُس کی موجودگی

www.novelsclubb.com

سے وہ ایک دم تپتے سورج سے چھاؤں میں آگئی تھی۔ ابراج اُس کا سائبان بن گیا تھا۔

"تم نے پینٹنگ واپس کیوں کی تھی؟"

"جس مقصد کے لیے تم نے مجھے وہ تحفہ دی تھی۔ وہ میں نہیں کر سکتی۔ اس لیے جھوٹی امید دینے کے بجائے تمہیں تمہاری پینٹنگ لوٹا دی۔"

ابراج کے چہرے پر دکھ کے آثار لہرائے۔ اُسے اس بات سے تکلیف ہوئی تھی۔

"میں نے پینٹنگ پروپوزل کی وجہ سے نہیں دی تھی۔ وہ تمہارا حق تھی۔ میں نے تم سے پوچھے بغیر تمہیں پینٹ کیا تھا۔" عبیر نے ایسے دیکھا جیسے اپنی سماعت پر یقین نہ ہوں۔

"تمہیں میری بات پر یقین نہیں ہے۔" وہ کھوکھلا سا ہنسا۔ جانے کیوں دل کو پھر سے تکلیف ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"یقین کرنے میں ذرا مشکل ہے۔ تم خود کو میری جگہ رکھ کر سوچو۔" وہ بھی اپنی جگہ ٹھیک تھی۔

"میں پینٹنگ تمہیں بھجوا دوں گا۔ وہ تمہاری امانت ہے۔" وہ ایک دم سیدھا ہو کر بینچ سے ٹیک لگا گیا۔ عبیر کا وجود پھر سے سورج کی روشنی کی نظر ہو گیا۔ چھاؤں پیچھے ہٹ گئی تھی۔ یہ بات اُس نے خود بھی محسوس کی تھی۔ مگر بولی کچھ نہیں۔

"کل میں نے تم سے اپنے پروپوزل کی بات صرف تمہاری مرضی جاننے کی لیے کی تھی۔ تم پر کوئی دباؤ نہیں تھا۔" سنجیدگی سے باور کروایا۔

"تمہیں میرا رفعت بی سے بات کرنا برا لگا ہے؟" اُتنی ہی سنجیدگی سے پوچھا۔ دھوپ کے مارے آنکھوں پر ہاتھ کا چھجا بنا کر بات کرنی پڑ رہی تھی۔

"نہیں۔ اپنی ناپسند کا اظہار کرنا تمہارا حق ہے۔"

"اچھا۔ مجھے لگا شاید۔۔۔"

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اگر تمہیں لگا تھا تو ڈائریکٹ مجھ سے بات کر لیتیں۔۔۔" وہ اُس کی بات بیچ میں سے کاٹ گیا۔ وہ بے ساختہ لب کاٹنے لگی۔

"اِٹس اوکے۔ تمہارا حق تھا۔ تم نے استعمال کیا۔ اس بات کو چھوڑ دو کہ تمہیں کیا لگا یا مجھے کیا لگا۔" وہ مدعے پر آیا تھا۔

"میں آج تم سے آخری بار اس پروپوزل کے بارے میں بات کروں گا۔ جو تمہارا فیصلہ ہے مجھے منظور ہو گا۔ اس کے بعد میں تمہیں تنگ نہیں کروں گا۔" یہ کہتے ہوئے وہ پھر سے ترچھا ہو بیٹھا تا کہ عبیر کا سامنے ہو سکے۔ ایک بار پھر وہ دھوپ سے چھاؤں میں آگئی۔ صرف ایک شخص تھا اور اُس کے لیے دھوپ کی تپش میں سایہ بن گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں عبیر۔ تم مجھے اچھی لگتی ہو۔ شروع میں جو تم سے نفرت تھی وہ صرف میرا ایک ڈیفنس میکینیزم تھا۔ کیونکہ تمہاری آنکھیں بالکل اُس دھوکے باز لڑکی جیسی تھی۔ اس سب کے باوجود تم نے مجھے امید دی ہے۔

اپنے دکھوں کے باوجود جینے کی امید۔۔۔۔اور اب مجھے لگتا ہے جیسے مجھے تو کبھی تم سے نفرت تھی ہی نہیں۔۔۔" وہ کہہ رہا تھا اور اُس کا وجود سُن ہوتا جا رہا تھا۔ایک لہر اُس کے سر سے پیر تک گزری تھی۔تو کیا ابراج کو اُس سے ہمدردی نہیں تھی؟ کیا وہ اُسے پسند کرتا تھا؟اُفف خدایا!

"لیکن یہ سب میری طرف سے ہے۔تم پر کوئی پابندی نہیں ہے۔تم چاہوں تو انکار کر سکتی ہو۔انکار کردو گی تو آج کے بعد کبھی اس موضوع کا ذکر نہیں کروں گا۔

"ایک باکردار اور عزت دار مرد کی طرح اُسے یقین دہانی کروائی۔وہ کچھ نہ بول سکی۔

"مس عبیر۔کیا آپ مجھ سے شادی کرنا چاہیں گی؟" بھوری آنکھوں میں امید کے دیے جگمگا رہے تھے۔یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ انکار یا اقرار میں سے کچھ بھی کر سکتی ہے۔وہ انسانی فطرت سے مجبور تھا۔

"میں۔۔۔۔"اُس کے الفاظ کھو گئے۔قوت گویائی ساتھ دینے سے انکار ہو گئی۔

"میں یہ نہیں کر سکتی ابراج۔ میرے لیے یہ ممکن نہیں ہے۔" اُس کی آواز کسی کھائی سے آتی ہوئی محسوس ہوئی۔ اُسے خود بھی اپنی کمزور آواز پر یقین نہ آیا۔

ابراج نے بے یقینی سے آنکھیں میچیں۔ وہ خود بھی اس جواب پر یقین نہ کر سکا۔ چند گہرے سانس لے کر اُس نے آنکھیں دوبارہ کھولیں۔ پہلے والی چمک کھو گئی تھی۔ اب صرف ایک خالی پن سا تھا۔

"جو تمہارا فیصلہ۔ مجھے منظور ہے۔ آج کے بعد اس معاملے میں میری طرف سے تمہیں کوئی پریشانی نہیں ہو گی۔" لہجہ حد درجہ نارمل رکھنے کی کوشش کی گئی۔ اُس کو دیکھتے ہوئے وہ مسکرایا۔ پھر شکستہ سی مسکراہٹ لیے اُٹھ کھڑا ہوا۔

مسکراتے ہوئے ہر درد چھپانا دل کا

آج بھی ہے انداز وہی پرانا دل کا

وہ پتھروں کی روش پر دور ہوتا جا رہا تھا۔ بینچ پر بیٹھی عبیر اُس کے جانے سے پھر دھوپ کی زد میں آ گئی تھی۔ یکدم ہی سورج کی تپش بڑھ گئی۔ اُسے اپنا وجود جلتا ہوا

محسوس ہوا۔ وہ حدت جو ایک شخص کی موجودگی سے سایہ دار تھی۔ اب اُس کے جانے کے بعد اُس کے وجود کو قطرہ قطرہ پگھلانے لگی تھی۔ مگر وہ شکوہ نہ کر سکتی تھی۔ یہ تپش۔ یہ جلن۔ یہ سب اُس نے خود اپنے لیے منتخب کیا تھا۔ اور منتخب کیے گئے راستوں پر شکوہ کیسا۔

---------★---------

وہ شکستہ قدم لیے پارک میں داخل ہوا۔ بامشکل دس قدم اُٹھانے کے بعد اُسے سامنے مرتاض نظر آ گیا تھا۔ وہ کسی پیاسے کی مانند اپنے بھائی کی طرف لپکا۔ جیسے اب نہ گیا تو یہیں ڈھے جائے گا۔

مرتاض نے اُس کو دیکھ لیا تھا۔ وہ بھی اتنی ہی تیزی سے اُس کی طرف پلٹا۔ لمحوں کی بات تھی اور وہ اپنے بھائی کے گلے سے لگ گیا۔ دنیا میں کوئی بھی اُن دونوں کے لیے ایک دوسرے کو ریپلیس نہیں کر سکتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اُس نے منع کر دیا۔" صرف ایک بات اور وہ سمجھ گیا۔ بچپن میں اُس کے حصے کے مار کھا لینے والا مرتاض آج اُس کے دل کی تکلیف بھی خود جھیلنا چاہتا تھا۔ مگر قسمت میں لکھی تکلیف ہر شخص نے خود کاٹنی ہوتی ہے۔

"میں نے اُسے کہہ دیا آج کے بعد اُسے تنگ نہیں کروں گا۔" حلق میں آنسوؤں کا گولہ اٹکنے لگا۔ دل رونا چاہتا تھا۔ آنکھیں بہنے سے انکاری تھی۔

"آج وہ بہت اچھی لگ رہی تھی۔ آج سے پہلے کبھی اس نظر سے اُسے نہیں دیکھا بھائی۔۔۔" وہ بے بس ہوتا مرتاض کے ٹریک سوٹ کی شرٹ اپنی مٹھیوں میں بھینچ گیا۔

www.novelsclubb.com

"میں تو اُس سے محبت نہیں کرتا۔ پھر اتنی تکلیف کیوں؟" آنکھوں نے بند توڑ دیا تھا۔ آنسو بہنے لگے تھے۔

ارد گرد کے کچھ لوگوں نے عجیب نظروں سے اُن دونوں کو دیکھا۔ مگر وہ اس سب سے بے نیاز تھے۔

"پسندیدگی پر بھی اتنی تکلیف کیوں بھائی۔۔۔" وہ اُس کے سینے میں منہ دیے چھوٹے بچوں کی طرح رو دیا۔

جگہ وہی تھی۔ کردار بدل گئے تھے۔ کل تک مرتاض محبت کی تکلیف میں جل رہا تھا۔ آج ابراج۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا ابراج۔" اُس کو سہلاتے ہوئے وہ صرف تسلی دے سکتا تھا۔ چھوٹے بھائی کی ایسی حالت دیکھ کر دل تو اُس کا بھی کٹ رہا تھا۔

جانے کتنی ہی دیر وہ مرتاض کے گلے سے لگا دل ہلکا کرتا رہا۔ وہ کسی چھوٹے بچے کی مانند اُسے سہلاتا رہا۔ یہاں تک کے آنسو سوکھ گئے۔ حلق تھک گیا۔ ہمت جواب دے گئی۔

مرتاض اسے ساتھ لیے قریبی بینچ تک آیا۔ نرمی سے ابراج کو بٹھایا اور خود ساتھ بیٹھ گیا۔ نتاشہ جو کافی دیر سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی اب پاس آ گئی تھی۔ ہاتھ

www.novelsclubb.com

میں موجود پانی کی بوتل کا ڈھکن کھول کر ابراج کے سامنے کی۔وہ ایک ہی سانس میں سارا پانی پی گیا۔اندر کی جلن کسی طور کم نہیں ہو رہی تھی۔

بوتل ایک طرف رکھتے ہوئے وہ اُس کے ساتھ بیٹھ گئی۔ اُس کی روئی ہوئی آنکھیں سب کہانی بتا رہی تھیں۔کچھ پوچھنے کی ضرورت نہیں تھی۔

"تم نے Three meeting theory کے بارے میں سنا ہے؟" انداز سرسری بنایا۔

"مشہور تھیوری ہے کہ ہم اپنی زندگی میں ایک روح سے تین بار ملتے ہیں۔ لیکن ہر بار یہ ملاقات ایک جیسی نہیں ہوتی۔" بینچ سے ٹیک لگائی۔ابراج کی سماعت اُس پر تھی۔

"پہلی ملاقات۔آپ لوگ ایک دوسرے سے انجان ہوتے ہو۔ معلوم نہیں ہوتا مستقبل میں ایک دوسرے کے لیے خاص ہو جاؤ گے۔

دوسری ملاقات۔ دونوں ایک سپارک یا کیمسٹری محسوس کرتے ہیں۔ مگر وقت صحیح نہیں ہوتا۔ کوئی ایک تعلق کے لیے تیار نہیں ہوتا۔

تیسری ملاقات۔ وقت صحیح ہوتا ہے۔ دونوں نے اپنے حصے کی تکلیفیں کاٹ لی ہوتی ہیں اور دونوں میچور ہو چکے ہوتے ہیں۔"

ابراج نے میکانکی انداز میں نظریں اٹھا کر نتاشہ کو دیکھا۔ جیسے پوچھ رہا ہو اس سب سے میرا کیا تعلق۔ وہ ہولے سے ہنسی۔ ماحول کو ہلکا پھلکا کرنے کی کوشش تھی۔

"تم سوچ رہے ہو گے کہ میرا دماغ چل گیا ہے جو ایسی فلسفیانہ باتیں کر رہی ہوں۔" اُس کے ذہن میں چلتے سوالات کو الفاظ دیے۔ مرتاض اُس کی اگلی بات کا انتظار کر رہا تھا۔

"یہ تمہاری دوسری ملاقات تھی ابراج۔"

یہ وہ جملہ تھا جس پر دونوں بھائیوں سمیت ارد گرد کے درختوں نے بھی دم سادھ لیے تھے۔

ابراج کی آنکھوں میں ڈھیروں بے یقینی اُترنے لگی۔

”آپ مجھے جھوٹی تسلی نہ دیں۔“ دل زخم خوردہ تھا۔ماننے کو تیار نہ تھا۔

”میں تسلی نہیں دے رہی۔ جھوٹی امیدیں دلانا مجھے پسند نہیں۔“ ذرا سیدھی ہو بیٹھی۔

”تم خود سوچو۔ کیا تم اور عبیر دونوں کے لیے وقت صحیح تھا؟ حالانکہ دیکھا جائے تو کوئی رکاوٹ تو نہیں ہے تم دونوں کے درمیان۔“ ایک گہری نظر ابراج پر ڈالی۔

”مگر تکلیفیں تو ہم دونوں کاٹ چکے ہیں؟“

”کیا تم دونوں میچور ہو گئے ہو؟“ جواباً سوال کیا گیا تھا۔”میچور یعنی کہ تکلیفوں کے بعد آنے والے اچھے وقت کو حق سے وصول کر سکو۔“

اس بات کا جواب وہ بخوبی جانتا تھا۔انکار تھا۔واضح انکار۔

”دیکھو ابراج۔ وقت تب صحیح کہلاتا ہے جب دونوں تیار ہوں۔ایک کے تیار ہونے سے وقت صحیح نہیں ہوتا۔“

"پھر میں کیا کروں؟"

"کچھ نہیں۔۔اس وقت تمہیں کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔کچھ عرصے کے لیے اس معاملے کو بھول جاؤ۔اپنے آپ کو مصروف کرلو۔وقت صحیح ہونے پر سب کچھ خود مل جاتا ہے۔"

"وہ انکار کر چکی ہے۔"مرتاض نے بات دہرانا ضروری سمجھا۔

"میں تمہیں اس لڑکی کو pursue کرنے کا نہیں کہہ رہی۔نہ ہی ہر دن اُس سے مل کر اُسے اپنی موجودگی کا احساس دلانے کا کہہ رہی ہوں۔محبت میں انتظار کیا جاتا ہے تو جتایا نہیں جاتا۔تم اُس کے لیے انتظار کر سکتے ہو تو ضرور کرو۔لیکن اگر اتنا حوصلہ نہیں ہے تو چند دن دُکھ مناؤ۔پھر دل کہیں اور لگالو۔دونوں فیصلوں میں کوئی قباحت نہیں ہے۔"وہ انتہائی سہولت سے بتا رہی تھی۔

"یعنی میں انتظار کروں۔مگر اُس کے مل جانے کی امید بھی نہ رکھوں؟"سرخ آنکھیں اُٹھا کر پوچھا۔

”ہاں۔“یک لفظی جواب۔ اُس نے بے بسی سے آنکھیں میچ لیں۔امید کے بغیر انتظار بیکار تھا۔

”اور اگر یہ ہماری دوسری ملاقات نہ ہوئی؟“

”تم ہی کہتے ہو زندگی unpredictable ہوتی ہے۔اور جو چیز ہم کنڑول نہیں کر سکتے اُس پر دل جلانے کا کیا فائدہ۔“مرتاض نے اُسی کے الفاظ دہرائے تھے۔مگر یہ بات اِس وقت اُسے اپنے منہ پر جلتا ہوا تھپڑ محسوس ہوئی۔

”جب تم اس سب کو کنڑول نہیں کر سکتے تو اس کے بارے میں اتنا کیا سوچنا۔“

ابراج کو لگا جیسے بھری محفل میں کسی نے اُس کے وجود کو تار تار کر دیا ہو۔یہ اُس کے اپنے الفاظ تھے۔وہ سب کو یہی کہتا تھا۔مگر آج معلوم ہوا تھا۔کہنا آسان تھا۔سہنا مشکل۔

پہلی بار کے زخم میں اتنی تکلیف نہیں تھی جتنی اب ہو رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"اگر یہ تیسری ملاقات میرے نصیب میں نہ ہوئی؟" کڑوا گھونٹ نگلتے ہوئے پوچھا۔

"تم نے The last meeting theory کے بارے میں سنا ہے؟"

ایک بار پھر دم سادھ لیا گیا۔

"یہ تھیوری کہتی ہے جب دو روحیں ایک دوسرے کی زندگی میں اپنا مقصد پورا کر چکی ہوتی ہیں یعنی جو کچھ ایک دوسرے سے سیکھنا مقصود تھا، وہ سیکھ لیتی ہیں۔ پھر کائنات اس بات کی یقین دہانی کرتی ہے کہ وہ دونوں کبھی نہ ملیں۔ کلوژر کی ضرورت نہیں رہتی۔ وہ ایک ملاقات ہمیشہ کے لیے آخری ثابت ہوتی ہے۔"

درختوں نے مارے بے یقینی کے اپنی شاخیں سمیٹ لیں۔ مرتاض شاک ہوا تھا۔ اور ابراج کا پورا وجود ساکت رہ گیا تھا۔

جانے کتنے ہی پل وہ اپنے الفاظ جمع کرتا رہا۔ پھر تھکا ہارا سا ایک جملہ کہا۔

"میں کس تھیوری پر یقین کروں۔۔؟" یہ سوال سے زیادہ امید کی تلاش تھی۔

"جس پر تمہارا دل مانے۔ کہنے کو تو دونوں تھیوریز ہی اپنی جگہ آپ کو ایک امید تھماتی ہیں۔ اس لیے جو تمہیں مناسب لگے۔ اُس پر یقین کرو۔"

"کیسی امید؟ دوسری تھیوری میں کیا امید ہے؟" وہ مچل گیا تھا۔ اگر نتاشہ کی پہلی بات مثلِ مرہم تھی تو دوسری بات زخم چھیلنے والی تھی۔

"یہ جواب تم نے خود تلاش کرنا ہے ابراج۔ میں اس میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتی۔ یہ تمہاری جستجو ہے۔"

"اپ کس پر یقین کرتیں؟" مچلتے دل کو چین نہیں آیا تھا۔ کہیں کوئی امید کوئی کنارہ نظر آجائے۔

www.novelsclubb.com

"دونوں پر ہی نہیں۔" چار لفظی جواب اور قصہ تمام۔

"کیوں؟" مرتاض نے بے ساختہ پوچھا۔

"یہ دونوں تھیوریز ہے۔ قانون نہیں۔ تھیوری کسی بھی وقت ریجیکٹ ہو سکتی ہے۔ میں غیر یقینی چیزوں پر اپنا وقت اور انرجی صرف نہیں کرتی۔"

بات پھر وہیں آگئی تھی۔ابراج کو کوئی کلیو نہیں ملا تھا۔ہاں کچھ دیر کو اُس کا ذہن بٹ گیا تھا۔مگر جستجو ابھی باقی تھی۔اُس کا سفر ابھی ختم نہیں ہوا تھا۔

----------★----------

زندگی کی گاڑی یونہی چلتی رہی۔ابراج نے خود کو اپنی پینٹنگز میں مصروف کر لیا تھا۔ پارٹ ٹائم آفس بھی چلا جاتا تھا۔اُس دن کے بعد اُس کی عبیر سے کوئی ملاقات نہیں ہوئی تھی۔نہ ہی اُس نے خود کوشش کی تھی۔دوسری طرف نتاشہ اور مرتاض نے بھی دوبارہ آفس جوائن کر لیا تھا۔زندگی اچھی کٹ رہی تھی۔یونہی کرتے کرتے رمضان آگیا تھا۔آج پہلی سحری تھی۔

مرتاض نتاشہ کے سرہانے کھڑا اُسے جگانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔

"نتاشہ۔۔نتاشہ یار اُٹھ جاؤ۔"کوئی دسویں بار وہ پکار چکا تھا۔مگر بیگم صاحبہ منہ تک کمفرٹر لیے آرام سے سو رہی تھی۔

"اُٹھ جاؤ یار۔سحری کا ٹائم ہو گیا ہے۔"پھر سے دہائی دی۔

''ہمم۔''خود پر اچھی طرح کمفرٹر لپیٹتے ہوئے وہ کروٹ بدل گئی۔

مرتاض اُسے چھوڑتے ہوئے نیچے آگیا۔رفعت بی اور ابراج ڈائننگ ٹیبل پر پہلے سے موجود تھے۔

''نتاشہ نہیں آئی؟''پراٹھے کا لقمہ توڑتی دادی نے پوچھا۔

''وہ سو رہی ہے۔''پلیٹ میں آملیٹ رکھتے ہوئے جواب دیا۔

''کیا مطلب سو رہی ہے؟ سحری کے بغیر روزہ کیسے رکھے گی؟''

''نتاشہ ٹائٹ سلیپر ہے۔اپنی مرضی سے اُٹھے گی۔''نوالہ منہ میں رکھتے ہوئے کہا۔

''ایک کو نیند آتی نہیں ہے۔دوسرے کی نیند جاتی نہیں ہے۔'' یہ ٹھوکا ابراج نے دیا تھا۔دونوں بھائی دل کھول کے ہنسے۔

سحری کا وقت ختم ہونے میں قریباً بیس منٹ رہ گئے تھے۔ وہ سب کھانے سے فارغ ہو چکے تھے جب نتاشہ نیچے اُتری۔ نیند آلود چہرہ اور مسلسل بند ہوتی آنکھیں لیے وہ مرتاض کے برابر کرسی پر بیٹھ گئی۔

پیالے میں دہی نکالتے ہوئے دو دفعہ اُس کے ہاتھ سے چمچ چھوٹا تھا۔ مرتاض نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اُس کے ہاتھ سے چمچ پکڑا۔ پیالے میں دہی نکال کر ایک پلیٹ میں پراٹھا اور تھوڑا سا آملیٹ رکھ کے اپنے آگے کیا۔ نتاشہ کی کرسی کا رُخ موڑ کر اُسے اپنے سامنے کیا۔ وہ ابھی بھی نیند میں جھول رہی تھی۔

مرتاض چھوٹے چھوٹے نوالے بنا کر نتاشہ کو کھلانے لگا۔ دادی اور ابراج ایک دوسرے کو دیکھ کر ہولے سے مسکائے۔ سحری کا وقت گزر رہا تھا۔ رفعت بی نے کیتلی سے کپ میں چائے نکالی۔ پھر پاس رکھے گلاس کی مدد سے ٹھنڈی کرنے لگیں۔ کھانے کے بعد مرتاض نے چائے کا کپ اُس کے لبوں سے لگایا۔ وہ چھوٹے گھونٹ بھرتی گئی۔ سائرن بجنے سے پہلے اُس کی سحری ہو گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"تھینک گاڈ۔" ابراج سکون کا سانس بھرتے ہوئے اُٹھ کھڑا ہوا۔

"تم سے یہ کام صرف نتاشہ ہی کروا سکتی ہے۔" دادی نے شرارت سے کہا۔

مرتاض مسکرا دیا۔

اذان کی آواز فضا میں گونجی تو وہ بھی اُٹھ کھڑی ہوئیں۔ مرتاض نے گردن گھما کر اُس کو دیکھا۔ وہ اپنا ماتھا اُس کے کندھے سے ٹکائے نیند کی وادیوں میں جا رہی تھی۔

"نماز نہیں پڑھنی؟" وہ جانتا تھا وہ نمازیں پڑھتی ہے۔ اس لیے پوچھنا مناسب سمجھا۔

"ہمم۔" وہ چہرہ مزید اُس کے بازوؤں میں چھپا گئی۔

"چلیں اُٹھیں شاباش۔۔۔ ہم کمرے میں جا رہے ہیں۔" ہلکے سے اُس کا چہرہ تھپتھپانے کے بعد وہ ایک ہاتھ سے نتاشہ کو تھامتے ہوئے اُٹھ کھڑا ہوا۔ نرمی سے اُسے ساتھ لیے چلتے ہوئے وہ سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ نتاشہ کی آنکھیں بھی قدرے کھل گئی تھیں۔

www.novelsclubb.com

کمرے میں آکر وہ سیدھا باتھروم گئی۔ باہر نکلی تو چہرے کے گرد دوپٹے کا ہالہ تھا۔ چہرے اور ہاتھوں پر پانی کی بوندیں تھیں۔

"تم نماز نہیں پڑھوگے؟" بغیر کسی سختی یا نرمی کے پوچھا۔ وہ جو بیڈ ریسٹ سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا، اس سوال پر چونکا۔

"آپ جانتی ہیں۔" تین لفظی جواب۔ وہ مزید کہتا بھی تو کیا۔

"مجھ سے بہتر تم جانتے ہو۔" وہ چپ رہا۔ نہ کوئی دلیل تھی۔ نہ کوئی وجہ۔

"مل کر نماز پڑھ لیتے ہیں۔۔۔ فجر کی نماز ویسے بھی چھوٹی سی ہوتی ہے۔"

وہ اُٹھ کھڑا ہوا۔ باتھروم سے وضو کیا اور باہر آیا۔ وہ جائے نماز بچھا چکی تھی۔ ایک پر وہ کھڑی تھی۔ اُس کے ساتھ مگر ذرا آگے مرتاض کے لیے جائے نماز بچھی تھی۔

وہ جائے نماز پر کھڑا ہو گیا۔ دل کی کیفیت عجیب ہو رہی تھی۔ جیسے کوئی بھٹکا ہوا مسافر گھر واپس تو آ جائے۔ مگر گھر کو پہچان نہ سکے۔ وہ بھی انجانے انداز میں جائے نماز کو دیکھے گیا۔ بچپن کی دوپہر۔ ماں۔ باپ۔ سب کچھ ذہن پر حاوی ہونے لگا۔

www.novelsclubb.com

''شروع کریں۔۔یا تمہیں تھوڑا وقت چاہیئے۔'' پیچھے سے نتاشہ کی آواز اُسے واپس حقیقت میں لے آئی۔

''آپ شروع کریں۔میں ساتھ دوں گا۔'' کانپتے لبوں سے بس یہی نکلا۔وہ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے باآوازِ بلند نیت باندھنے لگی۔

مرتاض اُس کی آواز پر میکانکی انداز میں حرکت کرتا گیا۔ وہ ثنا پڑھنے لگی۔

''**سبحانک اللھم وبحمدک**'' اُس کی آواز واضح اور بلند تھی۔

'اے اللہ ! تو پاک ہے اور تیری حمد کے ساتھ،' مرتاض کے کانوں میں دادا کی آواز گونجی۔وہ باغیچے میں تخت پر بیٹھا تھا۔دادا اُسے نماز سیکھا رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

''**وتبارک اسمک وتعالی جدک**''

'تیرا نام بابرکت ہے، تیری عظمت بلند ہے،' دادا اُس کے سر پر ہاتھ پھیر رہے تھے۔

''**ولاالہ غیرک**''

'اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔' دادا نے اُس کے آگے نماز کی کتاب کی۔ 'معبود کا مطلب جانتے ہو مرتاض؟'' شفقت سے پوچھا۔

نتاشہ سورۃ فاتحہ پڑھ رہی تھی۔ مرتاض کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہنے لگے۔

'معبود کا مطلب جانتے ہو مرتاض؟' اُس کے کانوں میں مسلسل دادا کی آواز گونج رہی تھی۔

وہ رکوع میں گیا۔ سیدھا ہوا۔ پھر سجدے میں جا گرا۔ آنکھیں بہے جا رہی تھیں۔ ہونٹ لرز رہے تھے۔ وہ نماز پڑھتا گیا۔ دو رکعات کے بعد سلام پھیرا تو نتاشہ نے اُس کا چہرہ دیکھا۔ اس سے پہلے وہ پوچھتی، وہ نماز کے لیے کھڑا ہو چکا تھا۔

پوچھنے کا ارادہ ترک کر کے اُس نے بھی نماز شروع کر دی۔ ہر گزرتے لمحے اُس کے آنسو میں روانی لا رہے تھے۔ سلام پھیرنے کے بعد وہ جائے نماز پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ نتاشہ نے کوئی مداخلت نہیں کی۔

”معبود وہ ہوتا ہے جس کی عبادت کی جائے۔جو عقیدت کا مرکز ہو۔“ وہ کانپتے ہونٹوں سے دادا کے کہے الفاظ دہرا رہا تھا۔ نتاشہ اُس کو باآسانی سُن سکتی تھی۔

ذہن کے پردے پر دادا کا مسکراتا چہرہ اُبھرا۔وہ اُسے شاباش دے رہے تھے۔

”عقیدت کیا ہوتی ہے؟“ وہ معصومیت سے پوچھ رہا تھا۔

”عقیدت یعنی گرہ باندھ لینا۔دل سے بھروسہ کر لینا۔“ انہوں نے محبت سے اُس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

”گرہ باندھ لینا۔۔؟“ نا سمجھی سے اپنے دادا کو دیکھا۔وہ مسکرائے۔

”تم نے اپنی دادی کو دیکھا ہے۔۔۔جب کوئی چیز بہت ضروری ہوتی ہے تو وہ اُسے اپنے دوپٹے کے کونے میں باندھ لیتی ہے۔تاکہ ضرورت کے وقت ڈھونڈنی نہ پڑے۔۔۔ بالکل ویسے ہی گرہ باندھنے کا مطلب ہے کسی بات کو بہت اچھے سے یاد کر لینا۔دل پر permanent کر لینا۔تاکہ وہ تمہیں ساری عمر یاد رہے۔“

www.novelsclubb.com

''یہاں عقیدت کا مطلب ہے اللہ کے حکم کی گرہ باندھ لینا۔ پورے دل سے اُس پر بھروسہ کرنا۔'' دادا نے اُس کے لیے بات آسان کر دی۔

وہ بے اختیار جائے نماز پر سر ٹِکا گیا۔ ''میری گرہ کھل گئی دادا۔۔'' وہ ہچکیوں سے رو رہا تھا۔ ''میری گرہ کھل گئی۔ میں سب بھول گیا۔'' وہ روتا جا رہا تھا۔ جائے نماز اُس کے آنسوؤں سے بھیگنے لگی۔

نتاشہ دعا میں ہاتھ اُٹھا کر بے چینی سے مرتاض کو تکتے ہوئے اُس کے دل کو مرہم مل جانے کی دعا کرتی رہی۔ پہلا قدم تھا۔ اس لیے بھاری تھا۔ ہر اگلا قدم مزید آسان ہونے والا تھا۔

www.novelsclubb.com

جاری ہے۔

بقیہ حصہ اگلی قسط میں۔